



”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔

السلام علیکم احباب۔۔۔۔

”ناولز کی دنیا“ کے ناولز میں خوش آمدید۔۔۔۔

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے ”ناولز کی دنیا“ [ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل](#) دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔

Email address :- [Novelskiduniya77@gmail.com](mailto:Novelskiduniya77@gmail.com)

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

( user name [@zoyatalib77](#) )

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page:- [Zoya Talib](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

[Youtube Channel: Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے [Blue](#) الفاظ میں لکھے لفظ میں آپ کو لنکس مل جائے گے ان سب کے۔۔ لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن کر لیں۔۔۔۔۔ شکریہ۔۔۔۔۔

# عہدِ رفاقت

## از قلم: مرحبان قُطب

قسط نمبر: "09"

سیکنڈ لاسٹ قسط:

"ہاں!" اپنا نام سُن کر بھی جیسے اُسے یقین نہیں آیا۔ ظاہر ہے وہ اُسکا نام آخر لے گی ہی کیوں۔ اُسکو تو معلوم بھی نہیں ہو گا تو پھر وہ کیسے۔۔۔

"تم نے ڈرا دیا مجھے۔" اپنے سَر دھوتے ہاتھ پیچھے کھینچ کر کہتے ہوئے وہ تیزی سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ چہرہ پھیر کر اُس شخص کو دیکھنے کی کوشش نہیں کی جبکہ معارج کچھ کہہ نہیں سکا۔

"میں ناشتہ لگاتی ہوں، آ جانا۔" پلٹے بغیر کہہ کر وہ سلائیڈنگ ونڈو کھول کر اندر چلی گئی جبکہ معارج چند لمحے یونہی بیٹھا رہا اور پھر دُکھتے کندھے کو سہلا کر جیسے ہی کھڑا ہوا تبھی اُسکی گود میں موجود کوئی چیز زمین پر گری۔ چہرہ جھکا کر اُس نے نیچے دیکھا اور پھر بے اختیار ایک گھٹنا موڑ کر زمین پر بیٹھا۔ وہ



پھول کے ڈیزائن کا بنا چھوٹا سا آویزہ تھا۔ اسکی پہچان تھی اُسے تبھی تو رکتی دھڑکن کے ساتھ چہرہ جھکا کر دو انگلیوں میں آویزہ گھماتے ہوئے معارج سکندر کسی اور ہی دنیا میں تھا۔ یہ آویزہ اُس نے آج سے کئی سال پہلے آیتِ تطہیر کے کان سے بازار میں گرتے دیکھ کر اٹھایا تھا، اُسی دن جب اُسکو یقین آ گیا تھا کہ وہ مریضِ مُجت ہو گیا ہے۔ مُجت اُسکے دل اور رُوح میں سرایت کر گئی ہے اور نکالے نہیں نکلنے والی۔

"سُطان!" اُسکی محویتِ آیت کی آواز نے توڑی۔ تیزی سے اُس نے وہ آویزہ ہڈ کی جیب میں ڈالا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا دیکھ رہے تھے؟" آیت سے اُسکی پُھرتی اور تیزی جُھپی نہیں رہی تھی۔ معارج گہرا سانس لے کر پلٹا اور خاموش قدموں سے اُسکی جانب بڑھا جو سلائیڈنگ ونڈو کے پار کھڑی سادگی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ یوں اُسکو گھریلو سے حُلّیے میں، آرام دہ دیکھ کر اُسکی نظر ٹھہرنے لگی۔ یہ سب اُس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ دل کی تکلیف کے عمل کو سہنا نہیں چاہتا تھا مگر یہ سب۔۔۔ خواب سے بڑھ کر حسین اور دلکش تھا۔ حقیقت اتنی خوبصورت کیسے ہو سکتی ہے؟ اور اُس شخص کی حقیقت جو صدا کا بد نصیب اور بد بخت تھا۔

"تمہیں!" ارد گرد پھیلتے اُس فُسوں سے بچنا آسان نہیں تھا۔ وہ دل پر گہرا اثر رکھتی تھی۔ اُس سے پہلو بچانا اُسکے بس میں نہیں تھا جبکہ آیتِ تطہیر کی سُنہری آنکھیں اُس صاف گوئی پر تحیر سے پھیلیں۔ اُسے معارج سکندر سے ایسے کسی لفظ کی اُمید نہیں تھی۔ وہ بے اختیار نہیں ہوتا تھا۔



"ہاں!" اُسکے ہونق تاثرات پر معارج کے چہرے کو مسکراہٹ نے چھو لیا۔ ایسی مسکراہٹ جو ہر غم کو دھکیل کر سامنے لائی جاتی ہے۔ وہ مسکراہٹ جو لمحاتی نہیں ہوتی۔

"میں فریش ہو آؤں۔" اُسکی حیرت کی تشفی کروائے بغیر اُسکے پاس سے وہ جس تیزی سے گزرا، آیت نے چہرہ پھیر کر حیرانگی سے اُسکو دیکھا۔ وہ واقعی معارج سکندر تھا۔ سلطان اُس سے یوں پہلو تہی نہیں کرتا اتنا تو وہ جان ہی گئی تھی۔ سر جھٹک کر کمرے سے نکل کر کچن کی جانب بڑھ گئی جہاں صدف ناشتے کی تیاری کرتے ہوئے کسی گہری سوچ میں مگن تھی۔

"یا اللہ! کس سوچ میں گم ہو لڑکی؟" تیزی سے چولہا بند کرتے ہوئے اُس نے اس قدر تیز آواز میں کہا کہ لکڑی کا آبنوسی دروازہ کھول کر اندر آتا ہُود ابراہیم تیز قدموں سے اوپن کچن کی جانب آیا۔ "کیا اتنی گہرائی سے سوچ رہی تھی؟" اُسکا چونکنا محسوس کر کے اُس نے پریشانی سے پوچھا۔ کل سے صدف اُسے خاموش خاموش لگ رہی تھی۔

"سب خیریت ہے، آیت؟" ہُود کی پکار پر آیت اور اُس نے بیک وقت سائیڈ پر دیکھا۔ صدف کے دیکھنے پر اُس نے تیزی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

"اسلام و علیکم، ہُود! سب ٹھیک ہے بس ان محترمہ کا آج دماغ جگہ پر نہیں ہے۔" آیت کے بتائے جانے پر ہُود نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو اُداسی سے آیت کو دیکھ رہی تھی۔ یقیناً اُسے ہُود کی بات سمجھ آگئی تھی۔

"کیا ہوا ہے تمہیں؟ اب ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟؟" اُسکی آنکھوں میں اتنی اداسی تھی کہ آیت کو پریشانی گھیرنے لگی۔

"میں دیکھ رہی ہوں کہ انسان مُجت کے ہاتھوں کہاں کہاں اور کیسے کیسے خوار ہوتا ہے۔" جب وہ بولی تو اُسکا لہجہ بے حد مدہم تھا۔ آیت نے نا سمجھی سے چہرہ پھیر کر ہُود کو دیکھا جو سنجیدہ نظروں سے صدف کو دیکھ رہا تھا۔

"کس کو خوار ہوتے دیکھ لیا ہے، بہن؟" اُسے واقعی صدف کی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ صدف کی بات پر راہداری سے نکل کر ہال میں آتے معارج کے قدم تھم گئے۔

"تمہیں۔" صدف کی آنکھوں میں اب نمکین پانی جمع ہونے لگا جبکہ ہُود کی بلا ارادہ نظر ہال کے داخلی حصے تک گئی اور پھر اُسکے تاثرات بدلے۔

"میں۔۔۔ کہاں خوار ہو رہی ہوں۔۔۔ میرے پاس اب گھر ہے میرا، شوہر ہے، تحفظ ہے۔ کیسی خواری؟" وہ واقعی صدف کی بات نہیں سمجھی تھی یا سمجھنا نہیں چاہتی تھی ظاہر ہے صدف بھی کوئی بچی تو تھی نہیں جو معارج سکندر اور سلطان خان کے اصل کو نہ سمجھتی مگر اُن الفاظ نے معارج سکندر کو سُن کر دیا۔ وہ خوش تھی، مگر کیوں اور کیسے؟ اُسکو خوش کرنے کو معارج نے تو کوئی اقدام نہیں اٹھائے تھے تو کیا سلطان؟؟ معارج سکندر اُسکے لیے عدم ہو گیا تھا یا شاید ازل سے ہی عدم تھا؟ اُسکی جگہ یہاں کہیں نہیں تھی۔ سلطان نے سارے خلا بھر دیئے تھے اور اُسے خبر بھی نہیں ہو سکی۔ اس سے پہلے کہ صدف کا مُنہ مزید کھلتا، ہُود ابراہیم بُوکھلا کر تیزی سے اُسکی جانب بڑھا اور پھر اُسکو بازو سے پکڑ کر کھینچتے ہوئے اپنے ساتھ لے گیا جبکہ آیت نے دونوں کو جاتے دیکھنے کے لیے چہرہ پھیرا،

نگاہ شیشے کے دروازے کے پاس ایستادہ معارج سکندر تک گئی اور پھر وہ اُسی تیزی سے نگاہیں پھیر کر ناشتے کو ٹیبل پر لگانے لگی۔

"صدف۔۔۔ کو کیا ہوا؟" کھنکھار کر کاؤنٹر کے پاس رکھی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے اُس نے آہستگی سے پوچھا جبکہ سنبھل کر اُسکے سامنے ناشتہ رکھتی آیت نے اُسکو دیکھا جو آیت کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ اُس کو یوں نظر انداز کرنے میں کمال صرف معارج سکندر کو ہی حاصل تھا۔

"اُسکو ابھی تک دُکھ ہے کہ میں اُسکی بھابھی نہیں بن سکی۔" اُس نے تو ایسی ہی بے پرکی اڑائی مگر جس تیزی سے معارج کے چہرے کا رنگ بدلا، اُس پر آیتِ تطہیر نے ٹھٹک کر اُسکو دیکھا۔

"اس میں دُکھ کرنے کی کیا بات ہے۔ نہیں ہونی تھی تبھی نہیں ہوئی نہ۔" چمک کر اُس نے جس تیزی سے کہا آیت نے چہرہ پیچھے کر کے اُس چہرے کو دلچسپی کے ساتھ تفصیل سے دیکھا۔ وہ اندر تک جل بھن گیا تھا۔ اُس چہرے کے تاثرات نے اُسکی مُضمحل روح کو گدگدا کر معطر کر دیا۔

"اُسفر بہت اچھا انسان ہے۔ مجھے دُکھ ہوتا ہے تو اُسکا دُکھ تو جائز ہے۔" مُسکراہٹ دبا کر اُس نے جس بے چارگی سے کہا، معارج سکندر کا مُنہ حیرت کی زیادتی سے کھل گیا۔

"واہ! اُس گھونچو سے اُسفر کا تمہیں دُکھ ہے۔۔۔۔۔ اُن بلیو ایبل۔" اُسے واقعی جیسے یقین نہیں آیا تھا۔ آیت نے بامُشکل اپنا چہرہ سنجیدہ اور غمزہ رکھا۔

"تم نے اُسے بس ایک بار دیکھا ہو گا تبھی ورنہ تم ایسے نہ کہتے۔" ایسے ناز سے اُسے رد کیا گیا کہ معارج سکندر اندر تک تلملا گیا۔



"اللہ کی بندی، شکر کرو اللہ کا۔" جلتے بھختے چہرے کے ساتھ کہتے ہوئے وہ آیت کو بے حد پیارا لگا۔  
سُنہری آنکھوں کی چمک بڑھنے لگی۔

"کس بات پر؟" آنکھیں پٹپٹا کر نہایت معصومیت سے سوال آیا۔ معارج نے بڑی مشکل پیش آئی ضبط کرنے کے چکر میں۔

"اس بات کا کہ تمہیں اتنا ہینڈ سم شوہر ملا ہے۔" جس طرح اُس نے کہا آیت کی ہنسی بے ساختہ تھی اور یقیناً اُس ہنسی نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔

"کونسا ہینڈ سم شوہر؟" کیا ہی انداز بے نیازی تھی۔ اُسے بہت مزہ آ رہا تھا کیونکہ سلطان ہوتا تو ایسا ردِ عمل کبھی نہ دیتا۔

"میں۔۔۔۔!" اُس نے جس طرح برجستگی سے اپنے سینے پر انگلی سے دستک دے کر پُر زور کہا، آیت کی دھڑکن ٹھہر گئی۔

"پھر میں تمہیں کیسے ملتا، ہاں۔۔" اُس مان بھرے انداز پر آیتِ تطہیر کی ساری مزاحمت دم توڑ گئی۔ وہ واقعی غور طلب اصرار تھا۔ وہ اصرار جو وہ واقعی معارج سے سُننا چاہتی تھی۔

"تم تو کسی بھی طرح مل ہی جاتے کیونکہ دوست ہو نہ۔ دوست مل جاتے ہیں، شوہر نہیں ملتے آجکل کے زمانے میں۔" خود کو ڈپٹ کر ساحر کے پھونکے گئے سحر سے نکلتے ہی اُس نے چمک کر کہا جبکہ معارج نے دانت پیس لیے۔ آہ سلطان! آہ!

"میں تمہارا دوست بھی ہوں، شوہر بھی۔ مت بھولو، نکاح میں ہو تم میرے۔" جس نرمی سے آگے ہو کر اُن سنہری آنکھوں میں دیکھ کر یاد دہانی کروائی گئی، آیتِ تطہیر دوسرا سانس نہیں لے سکی۔ وہ یاد دہانی دل کی دُنیا تہہ و بالا کر دینے والی تھی۔ وہ اعترافِ روح جکڑنے کی قدرت رکھتا تھا۔

"تب تو بڑا کہہ رہے تھے۔۔۔ ہم۔ دوست ہیں۔۔۔" نظریں چُرا کر اُسکی جس طرح نقل اُتاری گئی، معارج سکندر کی آنکھیں مُسکرانے لگیں۔ وہ کس قدر اُسے پیاری تھی، کاش وہ اُسے یہ کبھی بتا سکے۔ "بکواس کر رہا تھا۔ تم میری بیوی ہو اِس خیال سے زیادہ خوبصورت اِس دُنیا میں کچھ بھی نہیں۔" اُسکی اگلی بات نے آیتِ تطہیر کے پہلے سے اَسیر دل کو مزید آہنی زنجیروں میں جھکڑ کر خود سے عمر بھر کے لیے باندھ لیا۔ کچھ کہے بغیر ساکن دھڑکن کے ساتھ اُٹھ کر گھوم کے وہ اُسکے برابر آئی۔ معارج نے چہرہ پھیر کر منتشر، لرزتے دل سے اُس چہرے کو قریب براجمان ہوتے دیکھا اور معارج کے دیکھتے ہی اُس نے آگے ہو کر اُسکو سونگھا۔ چھوٹی سی ناک چڑھا کر اُس نے سانس روک کر بیٹھے معارج کو دیکھا۔

"نشہ تو نہیں کرنے لگے نہ؟" اُسکے مشکوک سوال پر معارج کی آنکھوں میں نا سمجھی اُتری اور پھر خفگی سے اُسکو دیکھا جو مُسکرا کر پیچھے ہو گئی۔

"میں سنجیدہ ہوں۔" اُسے جیسے یوں کہا جانا بُرا لگا تھا۔

"کس بارے میں؟" وہ بھی جان بوجھ کر اُسے زچ کر رہی تھی۔

"تمہارے بارے میں۔" معارج کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اپنے الفاظ سماعتوں تک جاتے ہی اُس نے جس طرح بوکھلا کر آیت کو دیکھا، آیت کو لگا وہ عُمر بھر اس ایک لمحے کی قید سے کبھی نہیں نکل سکے گی۔

"پاگل!" نگاہوں کا زاویہ بدل کر معارج کے شانے پر آہستگی سے تھپڑ مار کر تیزی سے اُٹھ کر چولہے کی جانب بڑھ گئی جبکہ معارج سکندر چہرہ بائیں ہاتھ پر ٹکائے اُسکو دیکھنے لگا جو اُس سے خود کو بیگانہ کرنے کی کوشش میں غیر ضروری کاموں میں خود کو مصروف کر رہی تھی۔ بے ساختہ اُسکے چہرے کو مُسکراہٹ نے چھو لیا۔ وہ مُسکراہٹ زندگی کی جانب واپس لوٹ کر آنے والی مُسکراہٹ تھی مگر اُس مُسکراہٹ کے پیچھے بھی گہرا دُکھ اور ملال بول رہا تھا۔

✓ تڑپ نہ دیکھے مگر دل کی بے بسی دیکھے

اُسے کہو میرے جذبوں کی سادگی دیکھے

فراق و ہجر کے بے فیض موسموں کی خیر

تُو شاخِ غم میری ہر حال میں ہری دیکھے

سمٹ کے ساری اُداسی لبوں پہ آ جائے

وہ میری غم سے نبرد آزما ہنسی دیکھے

یہ کیا خلا ہے، یہ کہاں دل سفر میں آ پہنچا

کہ اب یہ چاروں طرف دَستِ خاموشی دیکھے



و فور شوق نے چاہا تھا مدعا، اُسے کہنا  
 وہ زود رنج کہیں دل کی سمت بھی دیکھے  
 چراغِ عشق در آرازو پہ رکھا ہے  
 ہوا کے ہاتھ میں اب اپنی زندگی دیکھے  
 متاعِ درد لیے دل جہاں جہاں جائے  
 صلیبِ عشق اسی راہ میں گڑی دیکھے۔۔۔

تمہارا دماغ جگہ پر ہے؟" دالان میں لا کر اُسکا بازو نرمی سے چھوڑتے ہُود ابراہیم نے سنجیدگی سے کہہ کر چہرہ پھیر کے اُسکو دیکھا جبکہ صدف نے خفگی سے ہُود کو دیکھا اور پھر اُسے جیسے رونے کا بہانہ چاہیے تھا۔ یک دم نیچے بیٹھ کر جس طرح وہ اونچی آواز میں رونے لگی، ہُود ابراہیم ہنر دق رہ گیا۔ بوکھلا کر اُس نے ارد گرد دیکھا اور پھر تیزی سے اُسکے سامنے جھک کر بیٹھا۔

"ایم سوری! میرا مقصد آپ سے بد تمیزی کرنا نہیں تھا۔" وہ اُسکے رونے کا سبب ہُود کا ہاتھ پکڑنا سمجھا تبھی اُس نے ندامت سے کہا جبکہ اُسکو جواب دینے کے بجائے صدف یونہی اونچا اونچا روتی گئی۔

"صدف!" اُسکو کئی آواز پر بھی جب اُس نے چہرہ نہیں اٹھایا تو ہُود نے اُسکی کہنی پر انگلی سے دستک دے کر متوجہ کرنا چاہا۔ بھیگتی آنکھوں سے اُس نے چہرہ اٹھا کر ہُود ابراہیم کے دل کی دُنیا تہہ و بالا کر کے رکھ دی مگر خود بے خبر تھی۔

"مجھے اپنی دوست کے لیے دُکھ ہو رہا ہے۔" بھرائے لہجے میں کہتے ہوئے اُس نے ہُود کو چونکا دیا۔ گہرا سانس لے کر اُس نے صدف کو ترحم سے دیکھا۔

"دُکھ مجھے بھی ہوتا ہے اپنے دوست کو یوں تقسیم ہوا، بٹا ہوا دیکھ کر لیکن قسمت میں لکھے جانے والے غم کی تلافی کیسے کی جاسکتی ہے، صدف۔" اُسکا لہجہ اتنا نرم تھا کہ صدف کا دل گداز ہونے لگا۔

"معارض بھائی ایسے کیوں ہیں؟ میرا مطلب۔۔۔" ہُود کو چونکتے دیکھ کر اُس نے بات سنبھالنی چاہی۔  
 "میں سمجھ گیا ہوں تمہارا مطلب۔" نرمی سے اُسکی بات منقطع کرتے ہوئے وہیں اُسکے سامنے گھٹے کے بل بیٹھے بیٹھے اُس نے معارج سکندر اور سلطان خان کے بارے میں صرف وہ باتیں صدف کو بتا دیں جو آیت کی دوست کی حیثیت سے اُسکے لیے جاننا ضروری تھیں۔

"پلیز! معارج کے سامنے مت ظاہر کر دینا۔" بات کے اختتام پر اُن بے یقینی اور صدمے سے پھیلی آنکھوں میں دیکھ کر اُس نے استدعا کی جبکہ صدف نے جس تابعداری سے سر ہلایا، ہُود کے چہرے کو بے حد ہلکی سے مسکراہٹ چھو گئی اور صدف رکتی دھڑکن سے اُس چہرے کو دیکھنے لگی جو مسکراتے ہوئے اور بھی مائل کر رہا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ سفیر شہزاد کو اچانک سے ہوا کیا ہے؟" عاصم کو گہری سوچ میں مگن دیکھ کر کاشف اُسکے برابر بیٹھتے ہوئے بولا جبکہ عاصم نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا اور پھر چونک گیا۔

"تمہارے چہرے کو کیا ہوا ہے؟" اُسکے پھٹے ہونٹ کو دیکھ کر اُس نے سب بھول کر حیرانگی سے پوچھا جبکہ کاشف کو نئے سرے سے تپ چڑھنے لگی۔

"سُلطان سے ہاتھ پائی ہو گئی تھی۔" آنکھ کے پاس بنے نیل کو سہلاتے ہوئے اُس نے نخوت سے کہا جبکہ عاصم تیزی سے سیدھا ہوا۔

"لڑائی یا صرف تم نے ہی۔۔۔" کاشف کی نظروں پر اُس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"کیوں اُس سے پنگے لیتے ہو۔ وہ معارج کی طرح نابینا نہیں ہے۔" وہ کہنا یہ چاہتا تھا کہ جب نابینا معارج تمہارا لحاظ نہیں کرتا تو وہ آنکھیں رکھنے والا شخص کیسے رکھے گا مگر وہ صورتِ حال کو کشیدہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"یہ دونوں میرے ہی ہاتھوں قتل ہوں گے۔ اللہ جانے کیا شوق ہے سارے گاؤں کی لڑکیوں کے رکھوالے بننے کا؟" اُسکا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ سُلطان خان کا قیمہ بنا دیتا۔

"تم نے پھر کسی لڑکی کو تنگ کیا ہے؟" عاصم سنجیدگی سے سیدھا ہوا جبکہ کاشف کے کان پر جوں تک نہیں رینگے۔

"سُدھر جاؤ، کاشی! ابھی حالات تمہارے سامنے ہیں۔ کوئی بھی ایسی حرکت مت کرنا جسکا بھگتان پورے خاندان کو بھرنا پڑے۔" اُسکا کندھا تھپک کر اُس نے پُر خلوص نصیحت کی مگر جانتا تھا کہ کاشف پر کسی چیز کا اثر نہیں ہو سکتا۔



"ویسے یہ سلطان خان دکنے میں کیسا ہے؟" عاصم کے پرسوج سوال پر کاشف نے چونک کر اُسکو دیکھا  
ظاہر ہے آج سے پہلے عاصم نے کبھی دلچسپی جو نہیں لی تھی۔

"معلوم نہیں۔" اُسکے انداز میں بے پروائی تھی۔

"تو معلوم کرو ہو سکتا ہے ہم اُسے معارج کے مخالف استعمال کر سکیں۔ ایک نامعلوم شخص سے پٹے  
ہوئے شرم نہیں آتی۔" اُسکی اگلی بات پر کاشف اُسے دیکھ کر رہ گیا۔

"مجھے لگتا تھا اس گھر میں میری سب سے زیادہ نہیں بنتی معارج سے مگر تم۔۔۔۔ اُسکے سامنے اچھے بن  
کر پیچھے سے کتنی نفرت کرتے ہو اُس سے۔" کاشف کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ عاصم نے چہرہ پھیر کر  
اُسکو دیکھا۔

"کہنا کیا چاہ رہے ہو؟" بغیر اثر لیے سوال کیا گیا۔

"یہی کہ تم بہت خطرناک ہو۔" کندھے اچکا کر کہتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ آگے  
بڑھتا بوکھلایا، گھبراہٹ سا ملازم بھاگتا ہوا اندر آیا۔

"صاحب! باہر پولیس آئی ہے؟" ملازم کی بوکھلاہٹ پر دونوں نے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھا اور  
پھر عاصم تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"پولیس کیوں؟" کاشف کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگی جبکہ عاصم اطمینان سے اُسکا کندھا تھپک کر  
باہر کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے کاشف متین نے اضطرابی انداز میں ناخن ہونٹ سے چبائے تبھی متین اور

مُبین صاحب کسی قدر پریشانی سے ہال کمرے میں آئے اور کاشف کی اضطراری دیکھ کر سارا معاملہ سمجھ گئے۔

"تم نے پھر کچھ کیا ہے؟" متین صاحب نے اُسکو کڑی نظروں سے دیکھ کر باز پرس کی تو اُس نے چونک کر اُنکو دیکھا۔

"ضروری نہیں ہے میرے لیے آئی ہو۔" نخوت سے سر جھٹک کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا جبکہ متین اور مُبین صاحب ایک دوسرے کو دیکھ کر باہر کی جانب بڑھے۔ پریشانی کی بات نہیں تھی۔ کاشف کا آئے روز تھانے کچہری میں چکر لگتا رہتا تھا اور اُنکے کافی جاننے والے تھانے میں لوگ تھے تبھی تو کاشف کچھ گھنٹے میں ہی بری ہوتا آیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ؟" وہ دونوں جیسے ہی باہر آئے، عاصم کی نا سمجھی بھری حیرت پر تیزی سے اُس تک آئے۔

"کیا ہوا بیٹا؟" متین صاحب کے سوال پر اُس نے چہرہ پھیرا جبکہ اُسکے چہرے پر جو پریشانی تھی اُس پر وہ دونوں بھی ٹھٹک گئے۔

"یہ۔۔۔ لوگ گھر کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔" ساتھ پولیس کے دو بڑے آفسر تھے تو یقیناً معاملہ سنگین تھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔ جانتے ہیں نہ کس کے گھر میں ہیں؟" مُبین صاحب نے بھڑک کر کہا مگر اُنکے غصے اور ناگواری کا سامنے والوں پر بالکل اثر نہیں ہوا۔

"ہمارے پاس سرچ وارنٹ ہے اس لیے سائیڈ پر ہٹیں۔" اے۔ ایس۔ آئی نے آگے بڑھ کر اپنے اہلکاروں کو اشارے سے آگے بڑھنے کا کہا جبکہ ایس۔ پی وہیں کھڑا اُن سب کے بوکھلائے، حیران چہروں کو دیکھنے لگا۔

"کس ضمن میں وارنٹ جاری کیا گیا ہے؟" عاصم نے سنبھل کر سنجیدگی سے سوال کیا۔

"آپ یہ وارنٹ پڑھیں اس پر ساری معلومات درج ہے تب تک ہم سرچ کر کے آتے ہیں۔" ایس۔ پی مبین صاحب کے ہاتھ میں سرچ وارنٹ تھا کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اُن دونوں بھائیوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ کچھ تھا جو غلط تھا ورنہ پولیس کی اتنی مجال تھی کہ سب جانتے ہوئے بھی اُس حویلی کی جانب آنکھ اٹھا کر دیکھتی۔ عاصم تیز قدموں سے جیسے ہی اندر آیا، سامنے راہداری سے آتے معارج کو دیکھ کر چونکا۔

"یہ شور شرابا کیسا ہے؟" اپنی سٹک پر گرفت مضبوط کر کے اُس نے آہستگی سے سوال کیا۔

"تم اپنے کمرے میں جاؤ اور پریشان مت ہو سب ٹھیک ہے۔" عاصم نے اُسکا کندھا تھپتھپایا تب تک متین اور مبین صاحب بھی اندر آچکے تھے جبکہ پولیس والوں کو داخل ہوتے دیکھ کر گھر کی عورتیں سب اُنکی ہی ہدایت پر ہال میں جمع ہو گئیں۔

"پولیس کیا کر رہی ہے ہمارے گھر؟" جمیلہ بیگم نے چمک کر حیرانگی سے اپنے شوہر کو دیکھ کر سوال کیا۔



"آپ ہمارے کمروں کی تلاشی نہیں لے سکتے۔" عاصم اُن سب کو کمروں کی جانب بڑھتے دیکھ کر تیزی سے آگے آنے لگا مگر معارج نے آگے آ کر اُسکی کوشش ناکام بنا دی۔

"ہو سکتا ہے غلط اطلاع ملی ہو۔ ہم نے کچھ نہیں کیا تو ہماری مزاحمت بے کار ہے، عاصم۔ پولیس کو اپنا کام کرنے دو۔" اطمینان سے کہہ کر اُسکے سامنے سے ہٹتے ہوئے وہ دیوان پر جا کر بیٹھ گیا۔ یہ شو ٹائم تھا اور اُسے اس سب کو انجوائے کرنا تھا۔

"تم کیوں اتنے اطمینان سے بیٹھے ہو؟" کاشف نے تپتی نظروں سے اُسکے پُر سکون چہرے کو دیکھ کر کہا۔

"کیونکہ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔ تم نے کیا ہے کچھ غلط؟" اُسکے سوال پر کاشف نے گڑبڑا کر نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں!" یاد آیا کہ وہ نابینا ہے تبھی طنزیہ جواب دیا۔

"تو پھر تم بھی اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ بے اطمینان وہ ہو جس کو اپنے دل کا چور پکڑے جانے کا دھڑکا ہو۔" نہایت ہی فصاحت سے کہا گیا۔ متین اور مُبین صاحب نے غیر آرام دہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ اس سے پہلے کہ کاشف کچھ کہتا، ایک پولیس والا ہال میں اُن سب کی جانب آیا۔

"سیڑھیوں کے پاس والا کمرہ کس کا ہے؟" اُس سوال پر عاصم آگے بڑھا۔

"میرا، کیوں؟" اُسکے انداز پر پولیس والے نے اُسے ہاتھ کے اشارے سے چلنے کا کہا۔

"کون سا لاکر؟" صنوبر نے نا سچھی سے عاصم کو ریکھ کر سوال کیا۔

"چلیں!" پچھلی بے یقینی سے نکل کر وہ اُس پولیس والے کے ساتھ آگے بڑھ گیا جبکہ معارج نے مُسکراہٹ دبائی۔ اِس سارے منظر میں شکر ہے ہاشم نہیں تھا۔ کم از کم وہ اپنی جنگ میں عورتوں اور بچوں کا استعمال کر کے اُنکی شخصیت مسخ نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی اُس نے اِسا دِن مُنتخب کیا تھا جب ہاشم اپنی خالہ کے گھر تھا۔ اُسکی سوچوں کو اگلے منظر نے جامد کر دیا۔ اطمینان سے چہرہ اُٹھا کر اُس نے سیڑھیاں اُتر کر راہداری سے آتے پولیس اہلکاروں اور اُنکے نرغے میں حیران پریشان، سفید پڑتے چہرے کے ساتھ آتے عاصم کو دیکھا۔ جمیلہ بیگم اپنے بیٹے کے ہاتھوں میں ہتھکڑی دیکھ کر چیخ کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئیں جبکہ متین اور مُبین صاحب نے ششدر ہو کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ کاشف اگر اِیسے گھسیٹ کر ہتھکڑیوں میں لایا جاتا تو حیرت نہ ہوتی مگر عاصم۔۔۔ زُوباریہ، عُروج اور اَسارہ نے متفکر نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"میرا۔۔۔ بیٹا۔۔۔ یہ۔۔۔ کیوں ہتھکڑی میں۔۔۔" جمیلہ بیگم نے آگے بڑھ کر پولیس والے کا گریبان پکڑنا چاہا جبکہ بروقت اپنی جگہ سے اٹھتے معارج نے اُنکی کلائی سختی سے جھکڑ کر اُنکو شل کر دیا۔ چہرہ پھیر کر بے یقینی سے اُسکو اور پھر درد کے احساس پر چہرہ جھکا کر اپنی کلائی کو دیکھا۔ یوں لگا رہا تھا جیسے ساری ہڈیاں چٹچ گئی ہوں۔

"حوصلہ رکھیں! کیا اپنے بیٹے کے ساتھ آپ نے بھی تھانے جانا ہے۔" اُنکا ہاتھ بُری طرح نخوت سے جھٹک کر اُس نے سب کو حیران کر دیا۔ سُن رہ جاتی جمیلہ بیگم کتنی دیر تک حیرت سے اُسے دیکھتی رہیں۔

"اسلام و علیکم سَر!" پیچھے سے آتے ایس۔ پی کی جیسے ہی معارج تک نظر گئی اُس نے ادب سے کہہ کر تیزی سے سیلوٹ مارا جبکہ سب گھر والوں نے نا سمجھی سے اُس منظر کو دیکھا۔

"وعلیکم اسلام! کیسے ہو، جواد؟" اُس نے اپنا ہاتھ جیسے ہی آگے بڑھایا جواد نے جُوش سے ہاتھ تھام کر زور سے ہلایا۔ متین اور بُمین صاحب کے درمیان خاموش نظروں کا تبادلہ ہوا۔

"سَر! مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ آپکا گھر ہے ورنہ اطلاع کر کے آتا۔" وہ معارج سکندر کی اکیڈمی کے دِنوں سے بہت عزت کرتا تھا۔

"اُونہوں! قانون سب کے لیے برابر ہونا چاہیے۔" معارج کے اطمینان پر عاصم نے چونک کر اُسکو دیکھا جبکہ معارج نے اُسکی نظریں خود پر محسوس کر لی تھیں۔

"معاملہ کیا ہے جواد؟" اُسکے اگلے سوال پر جواد نے پیچھے کھڑے اہلکار کے ہاتھ سے بیگ لیا اور پھر سارا سامان نیچے کارپٹ پر اُلٹ دیا۔ اُن سب نے چہرہ پھیر کر نیچے دیکھا سوائے معارج کے اور اُن سب کی آنکھیں پھٹ کر باہر اُبل آئیں۔ عاصم نے پھیکے پڑتے چہرے سے باپ اور چچا کو دیکھا۔

"یہ۔۔۔ یہ سب میرا نہیں ہے۔۔۔" عاصم نے بوکھلا کر کہنا چاہا۔ حیرت اور پریشانی نے اُسکو بالکل بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔

"یہ تو تھانے جا کر تفتیش سے معلوم ہو گا کیونکہ تمہارے خلاف بڑی پکی گواہی ہے۔" جواد نے عاصم کے سامنے آ کر کہتے ہوئے اُن سب کے قدموں کے نیچے سے زمین کھینچ کر نکال دی۔

"اس کو ہمیں لازمی لے کر جانا ہو گا سر۔ وارنٹ کے بعد ڈرگز اور کالا پیسہ رکھنے کے جرم میں۔" جواد نے معارج کو بتانا ضروری سمجھا۔ کچھ سوچتے معارج نے اثبات میں سر ہلایا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔" اُسکے جواب پر جمیلہ بیگم نے خون آشام نظروں سے اُسکو دیکھا۔ ہاتھ کی شدید تکلیف بہت زیادہ تھی۔

"ہم وکیل کو لے کر تھانے پہنچتے ہیں اور عاصم تم fifth plead - "ایس۔ پی کو کہہ کر اُس نے آگے بڑھ کر گھبرائے ہوئے عاصم کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ عاصم فطرتاً بہادر تھا تبھی تو کم عمری میں بھی سفیر شہزاد جیسے شخص کے ساتھ کامیاب ڈیلز اور بزنس چلا رہا تھا مگر ڈرگز، کالا پیسہ، تھانا، جیل یہ ایسی چیزیں ہیں جو مضبوط سے مضبوط اعصاب کے شخص کو انسان سے سہا ہوا میمنہ بنا دیتی ہیں۔ بے گناہ کو تو پھر تسلی ہوتی ہے مگر گناہ گار کس بھروسہ خود کو تسلی دے۔ پکڑے جانے کا خوف سب سے بڑا ہوتا ہے۔ عاصم نے اُسے دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر پولیس کی ساری نفری عاصم کو لے کر جس تیزی سے آئی تھی اُسی تیزی سے نکل گئی۔ جمیلہ بیگم بے دم ہو کر صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"میرا بچہ۔۔۔! آپ نے اُسے جانے کیوں دیا؟" کچھ سوچتے پریشان سے مبین صاحب نے چونک کر نڈھال ہوتی اپنی بیگم کو دیکھا کہ معارج کو دیکھا جسکا رخ اُنکی جانب تھا۔

"معارج نے بالکل ٹھیک کیا ہے۔ ایسے معاملات ضد سے نہیں عقل سے سلجھائے جاتے ہیں۔" انکی بات پر معارج نے چہرہ پھیر کر سنجیدگی سے انکو دیکھا اور پھر باہر کی جانب بڑھا۔ اُسکو جاتا دیکھ کر متین اور مبین صاحب بھی تیز قدموں سے اُسکے پیچھے ہو لیئے جبکہ باقی سب پریشان چہروں اور نڈھال ہوتے اعصاب کے ساتھ وہیں صوفے پر بیٹھ گئے۔ انکی واپسی تک سب نے یو نہی سولی پر لٹک کر وات گزارنا تھا۔

شام کے سائے گہرے ہوتے ہی عشاء کی نماز کے بعد وہ جو قرآن پڑھ کر اُٹھنے لگی تھی، دروازے پر ہوتی دستک سے چونک گئی۔ چہرہ پھیر کر اندر آتے معارج کو دیکھا جس کی لمحے بھر کو نظر ٹھہر گئی۔ "کیا ہوا؟" اُسکی محویت پر آیت کو اُسکو متوجہ کرنا پڑا۔ نگاہوں کا زاویہ بدل کر وہ چلتے ہوئے قد آدم کھڑکی کے عین سامنے آکھڑا ہوا۔ کھڑے کے پردے برابر تھے تبھی باہر اترتی رات کا منظر یہاں واضح نہیں تھا۔

"باہر چلیں؟" اُسکی بات پر قرآن پاک غلاف میں لپیٹ کر ریک پر رکھتی آیت نے تعجب سے اُسکو یوں دیکھا جیسے یقین نہیں آیا ہو اور پھر اُسکی نگاہ گھڑی تک گئی جہاں دس پندرہ ہو رہے تھے۔ "اس وقت؟" چہرہ دوبارہ پھیر کر تصدیق چاہی۔

"ہم! اس وقت۔" اُسکے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ آیت انکار نہیں کر سکی۔



"کہاں؟" اُسکے مان جاتے انداز پر وہ مسکرا کر اُس تک آیا اور پھر ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے دوپٹے میں سے نکلنے کو بے قرار چند لٹوں کو نرمی سے پیچھے کیا اور پھر خود بھی پیچھے ہوا۔ اُسکی برجستگی پر آیتِ تطہیر کو سانس تک لینا یاد نہیں رہا۔

"ایک جگہ ہے۔ وہاں جا کر معلوم ہو جائے گا۔ چادر اوڑھ کر پورچ میں آ جانا۔" نرمی سے کہہ کر وہ تیز قدموں سے کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ چند لمحے وہ یونہی نا سمجھی سے کھڑی رہی اور پھر سر جھٹک کر سر پر پہنا دوپٹہ کھول کر گردن پر لپیٹ کے صوفے پر پڑی مہرون رنگ کی شیشوں والی شال اٹھا کر سر پر اچھی طرح اوڑھ کے، مہرون سنیکرز پہن کر باہر آئی اور پورچ میں اُسکی سوچ کے عین مطابق وہ جیپ کے بونٹ سے ٹیک لگائے اُسکے انتظار میں تھا۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہاں دیکھا اور پھر مسکرا کر آگے بڑھتے ہوئے اُسکے لیے پسینہ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اُس بے ریا مسکراہٹ سے نظریں چڑا کر چادر سنبھالتے ہوئے وہ دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے معارج نے جیپ سٹارٹ کرتے ہوئے چونک کر اُسکو دیکھا جو شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔

"کیا ہوا؟" اُسکو یوں غیر آرام دہ ہو کر بیٹھے دیکھ کر وہ اس سوال سے خود کو باز نہیں رکھ سکا۔

"ک۔۔۔ کچھ نہیں۔" اُسکو دیکھے بغیر کہہ کر اُس نے سیٹ بیلٹ باندھی، معارج چند لمحے اُسے دیکھے گیا اور پھر سر جھٹک کر جیپ گھر سے نکال کر پیچھے مین گیٹ کا لاک لگایا اور پھر جیپ اُس رات کی خاموشی میں جنگل کے اونچے لمبے درختوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے اپنی مخصوص منزل کی جانب دوڑ رہی تھی۔ اُن کا گھر قدرے نیچے رہ گیا تھا۔ ڈھالان سے اوپر آ کر اُس نے ایک سائیڈ پر

جیپ روکی۔ آیت نے جیپ سے اتر کے چہرہ پھیر کر چاند کی مدہم روشنی میں نظر آتے اُس رعب طاری کرتے جبل کو دیکھا جو ایک شان سے سر اٹھائے اللہ پاک کی کبریائی بیان کر رہا تھا۔

"ماشاء اللہ!" اُسکے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا۔

"اصل خوبصورتی تو تم ابھی دیکھو گی۔" دوسرے پہاڑ پر چڑھ کر اُس نے پلٹتے ہوئے آیت کی جانب ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ آیت جو پتھر پر قدم رکھنے لگی تھی، ٹھٹک گئی۔ ایک نگاہ اپنے روبرو پھیلے ہاتھ کو دیکھا اور دوسری نگاہ اُس منتظر چہرے تک گئی۔ وہ چہرہ، وہ ہاتھ دونوں ہی اُسکی خواہش تھے تبھی ہچکچا کر اُس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ اُس مضبوط ہاتھ کے سپرد کر دیا۔ یہ ہچکچاہٹ نہ ہوتی اگر جو وہ سلطان ہوتا۔

"وہ دیکھو!" قدرے بلندی پر آ کر معارج نے پیچھے کی جانب اُسکی توجہ دِلائی اور پلٹتی آیت ساکن رہ گئی۔ وہ منظر سارے حساس سلب کر لینے والے تھا۔ گہری ہو چکی رات میں روشنی کا واحد ذریعہ جو چاند تھا وہ چودھویں شب کا ہلال تھا۔ چاند کا ہالہ، ٹمٹماتے ستارے، بلند و بالا پہاڑ، مدہم چلتی ہوا اور سرو قد درختوں کی سرسراہٹ ماحول کو اس قدر خوابناک بنا رہے تھے کہ حد نہیں۔ قدرت کی منظر کشی کمال تھی تبھی تو وہ سانس روکے اُس فسوں پھونکتے منظر کو دیکھتی رہی۔

"خوبصورت ہے نہ؟" اُسکی محویت محسوس کر کے معارج نے مُسکراتے لہجے میں سوال کیا۔ چہرہ پھیر کر آیت نے اُسی بے یقینی سے اُسکو دیکھا۔

"سب کچھ ماورائی ہے۔" اُسکے مدہم لہجے پر معارج کے چہرے کو مُسکراہٹ چھو گئی۔

"تمہارے چہرے پر بالکل وہی تاثرات ہیں جو یہاں پہلی بار آنے پر میرے تھے۔" اُسکی اگلی بات پر آیت نے دوبارہ سے چہرہ پھیر کر ہلال کو دیکھا جو آنکھوں کو حیران کر رہا تھا۔ ایسے ہی تو شاعر اور مجنون لوگ پاگل نہیں ہوئے پھرتے۔ ایسے ہی تو حسان بن ثابت (رض)، فرزدک، سعدی شیرازی، رومی اور جامی جیسے شاعر نہیں بن جاتے جن کی شاعری ہر زمانے کے لیے لافانی ہوتی ہے۔ وہ اُس منظر میں محو ہو رہی تھی اور معارج سکندر اُن تمام مناظر سے حسین اُس چہرے میں جسے دیکھتے اُسکی محویت جیسے ہی گہری ہوئی، ادراک کا تمانچہ اُسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا۔

✓ کبھی تمنا کے راستوں پر نکل پڑو تو

خیال رکھنا!

ہوائیں، بادل، فضا میں، موسم، خیال

چہرے بدل بدل کر تمہیں ملیں گے

تو لمحہ لمحہ بدلتے رنگوں کے شوخ دھوکے میں آنہ جانا

کبھی جو چادوں طرف تمہارے

کرن کرن اپنا خواب آساں بدن سنوارے

زمیں پر اترے

تو دُھند لکوں میں سمانہ جانا

کبھی جو آنکھوں میں چاند ہنس ہنس کے چاندنی کا ٹمار بھر دے

تو اپنی آنکھیں کہیں خلا میں گنوانہ آنا

کہ یہ نہ ہو پھر جو خواب ٹوٹے

دھنک دھنک کا سراب ٹوٹے

کہ جسم و جاں پر عذاب ٹوٹے

اور تم بامشکل لرزتے ہاتھوں سے کرچی کرچی بدن سنبھالے

کہیں بلندی پہ چڑھ کے رستی ہوئی نگاہوں سے

واپسی کے نشان ڈھونڈو

اُجڑ گیا جو جہان ڈھونڈو

کبھی تمنا کے راستوں پر نکل پڑو تو خیال رکھنا

کہیں سے خالی پلٹ کے آنا بہت کھٹن ہے۔۔۔

(امجد اسلام امجد)

"مجھے سب سے زیادہ ماہِ کامل پسند ہے لیکن ہلال ہو یا ماہِ کامل، چاند اپنے سارے ادوار، ہر شکل میں  
دلفریب ہوتا ہے۔" معارج کی جانب سے طویل ہوتی خاموشی پر اُس نے ہلال کو دیکھتے دیکھتے سادگی  
سے کہا۔ معارج نے بے اختیار نگاہیں پھیر کر فلک پر ٹکے ہلال کو دیکھا۔

"اگر چاندنی رات نہ ہوتی تو بھول جانا آسان ہوتا۔" لمحے کے توقف کے بعد معارج کی الگ، مختلف سی بات پر آیتِ تطہیر کو چہرہ پھیرنا پڑا۔ وہ اُسکی سوالیہ نظریں اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا مگر چہرہ پھیر کر اب اُس حسیں نظارے کو دیکھنے کا یارا نہیں تھا۔

"میں نے طارق بلوچ صحرائی صاحب کی ایک بات پڑھی تھی اور اس منظر کو دیکھتے ہی آج اُسکا قائل ہو گیا۔" ہلال اُن سبز آنکھوں کے آگے دھندلانے لگا۔

"کیا بات؟" اُسکے لہجے کے اُتار میں کچھ ایسا تھا کہ آیتِ اسرار سے خود کو روک نہیں سکی۔

"قدرت نہیں چاہتی کوئی کسی کو بھول جائے اسی لیے تو اُس نے چاندنی رات کو تخلیق کیا ہے۔" اُسکے سوگوار لہجے نے ہلال کی مدہم روشنی کو مزید ماند کر دیا۔ آیت یونہی اُسکو دیکھتی رہی۔ کیا وہ کسی اور سے مُجت کرتا تھا اور پانچ سال پہلے اُسے شادی کا کہنا آیت کو پریشانی اور مُصیبت سے نکالنے کا حل تھا؟

"آپ نے کبھی کسی سے مُجت کی؟ کسی ایسے سے جسے بھلانا آسان نہ ہو؟" وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اُسکے اندر اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی جبکہ معارج نے بے یقینی سے چہرہ پھیرا۔ اُسکا دھیان 'آپ' پر نہیں جاسکا تھا۔ لمحے بھر میں کچھ دیر پہلے کی ساری کثافت، سارے ادراک کی تاویلیں بھاپ بن کر اڑنے لگی۔ آیت نے خاموشی پر چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جسکی سبز آنکھوں میں اس قدر بے یقینی تھی کہ حد نہیں۔ اُسے واقعی آیت سے ایسے سوال کی اُمید نہیں تھی۔



"مُجبت!" چہرہ پھیر کر اُس نے سانس لینے کی کوشش میں دھیرے سے کہا۔ مودت کا جذبہ اُسکے لیے بے حد بھاری تھا۔

"وہی جذبہ جس میں انسان کا دل کسی چہرے کو دیکھ کر دھڑکنے میں حد سے زیادہ تجاوز کر جاتا ہے؟" چہرہ پھیرے بغیر جیسے اُس سے یقین دہانی چاہی کہ آیا یہی موضوع ہے۔ آیت نے آہستگی سے اثبات میں سر ہلایا حالانکہ جانتی تھی وہ اُسکی جانب متوجہ نہیں ہے۔

"یاد نہیں! شاید کبھی، کسی دور میں لیکن اب تو دل کو دھڑکنے کے ایک زمانہ گزر چکا ہے۔" اُسکا انداز لمحے بوجھل کر دینے والا تھا۔ ہلال نے اپنی چمک معدوم ہوتے دیکھ کر افسردگی سے ماحول پر طاری ہوتے جمود کو دیکھا اور پھر۔۔ آیتِ تطہیر کچھ کہے بغیر آہستہ قدموں سے معارج سکندر کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی۔ معارج کو سوچنے، کچھ کہنے کا موقعہ دیئے بغیر اُس نے اپنا دائیاں ہاتھ اٹھا کر اُسکے دل کے مقام پر رکھا جسکے پار موجود دل اُس چہرے کو لمحوں میں یوں قریب آتے دیکھ کر سرپٹ دوڑنے لگا تھا۔ سبز آنکھیں ششدر ہو کر پھیلیں جبکہ سُنہری آنکھیں دل کی اُس رفتار پر لرزنے لگیں۔

"ابھی بھی تو دھڑکنے میں حد سے زیادہ تجاوز کر رہا ہے۔" اُس نے مدہم لہجے میں کہا جبکہ معارج سکندر چہرہ جھکائے حیرانگی سے جھکی پلکوں کو دیکھنے لگا جن میں اُسکی نگاہ کے ارتکاز پر ارتعاش پیدا ہو رہا تھا اور اُسکے دیکھتے ہی دیکھتے سُنہری آنکھیں لرز کر اٹھیں۔

"خود سے غلط بیانی نہیں کرتے، معارج!" اُسکی عین آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہہ کر اُس نے معارج سکندر کی زخم کھائی ہوئی، تقسیم ہوئی رُوح کھینچ لی۔ کہیں اندر زندان کے قیدی نے قفس کی آہنی سلاخوں سے سر کو ٹکا کر اپنے چہرے پر در آنے والی زخمی مگر بھرپور مُسکراہٹ کو روپوش نہیں کیا۔ وہ

جو کتنے سالوں سے ڈھونڈ لیئے جانے، پہچان لیئے جانے کا منتظر تھا آسودگی سے مسکرانے لگا۔ تکلیف دہ یادوں سے قفل کھلنے کا وقت قریب آ لگا تھا۔

✓ صلیبِ غم پہ جو سرسبز خواب مجھول گئے  
میرے درخت بھی اب موسموں کو بھول گئے  
ہوائے شام کی زد میں رہا گلِ لرزاں  
سفیر صبح بھی آئے مگر ملول گئے  
نظر نہ آئی کہیں بھی بہار بے آثار  
گزشتہ دورِ خزاں کا تک تو پھول گئے  
پھر ایک بار یہی پوچھنا پڑا خود سے  
ہم اُن کے سامنے کیوں توڑ کر اُصول گئے  
تیری پسند کی چیزیں خریدنے والے  
تیری پسند کی چیزوں کے نام بھول گئے  
اُسی کو ڈھونڈ رہے ہیں، اُسی سے چھپ چھپ کر  
وہ ایک شخص کہ ہم جس کی شکل بھول گئے۔۔۔  
(غلام محمد قاصر)

تفتیش میں وہ سارا وقت خاموش رہا۔ اُسے جیسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اُسکے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ ساری زندگی پھونک پھونک کر اپنا کام کرنے والا شخص اپنے نہیں کسی اور کے کھاتے میں مات کھا رہا تھا۔ بے چینی سے وکیل کا انتظار کرتے ہوئے اُس نے تفتیشی کمرے کا دروازہ کھلنے پر چہرہ پھیرا اور وہاں سے وہی اے۔ ایس۔ آئی اندر آیا جس نے اُسے ہتھکڑیاں پہنائی تھیں۔

"تمہیں یہاں اس حالت میں دیکھنا نہ جانے کتنوں کا خواب ہو گا۔" انتہائی اطمینان سے کہہ کر فائیل ٹیبل پر پھینک کر وہ اُسکے سامنے والی کرسی پر براجمان ہو گیا۔

"تو پچھلے کئی گھنٹے سے تم نے چُپ کا روزہ رکھا ہوا ہے؟" وہ اے۔ ایس۔ آئی مزے سے پوچھ رہا تھا اور عاصم نے کینہ توڑ نظروں سے اُسے دیکھا۔ جانتا تھا کہ کیسے وہ کئی عرصے سے اُسکے پیچھے لگا کوئی ایک ثبوت، کسی ایک غلطی کی تلاش میں تھا جسکا آج تک عاصم نے اُسے موقعہ نہیں دیا مگر یہ۔۔۔ ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ سارا مال تم نے کہاں سے چُرایا ہے۔" اب کے نئی بات پر عاصم چونک گیا۔

"سفیر شہزاد کا مال ہے جسکی بُو وہ کُتوں کی طرح سونگھتا پھر رہا تھا۔" اُس اگلی معلومات پر عاصم کی بھنویں پریشانی سے اکھٹی ہوئیں اور پھر ذہن میں جمع تفریق کے چلتے ہی اُسکا چہرہ پھیکا پڑا۔ اُسکے تاثرات اب پہلے کی طرح بے نیاز اور بے پرواہ نہیں رہے تھے۔ اے۔ ایس۔ آئی جو بغور اُسکو کی حرکات و سکنات کو دیکھ رہا تھا بے اختیار مُسکرا دیا۔

"سفیر شہزاد کا سامان میرے گھر کیوں ہو گا اور میں کیا اتنا کچا کھلاڑی ہوں کہ اپنے کمرے کے لاکر میں رکھ دوں گا۔" عاصم نے جھنجھلا کر کہا۔ اُسکا چپ کا روز ٹوٹ چکا تھا۔

"کھلاڑی تو تم بڑے پکے تھے لیکن بعض اوقات اپنے زوال کے لیے انسان خود ہی گڑھا کھودتا ہے۔" اُسکی حالت سے حظ اٹھا کر کہتے ہوئے اے۔ ایس۔ آئی نے اُسے تپا دیا۔ ایک جھٹکے سے عاصم مبین آگے ہوا اور پولیس والے کو گریبان سے پکڑ لیا جبکہ پولیس والے نے اپنا گریبان چھڑوانے کی بالکل کوشش نہیں کی۔ شیشے سے دیکھتے دو چار اہلکار بھاگ کر اندر آئے تو عاصم نے چہرہ پھیر کر اُنکو اور پھر مُسکراتے اے۔ ایس۔ آئی کو دیکھ کر تیزی سے گریبان چھوڑ دیا۔

"آن ڈیوٹی آفسر پر حملہ کرنے کا بھی ڈالو اسکے کھاتے میں۔" اپنا گریبان دُرسٹ کر کے کہتے ہوئے اُس نے عاصم کے چہرے کی ہوائیاں اڑا دیں۔ وہ پولیس والا جان بوجھ کر اُسکو اکسا رہا تھا۔ کاش وہ خاموش ہی رہتا، کاش وہ معارج کی بات پر عمل کرتے ہوئے۔۔۔۔

"کچھ دیر کے لیے حوالات کی سیر کرواؤ تاکہ محترم کا دماغ جگہ پر آئے۔" فائیل اٹھا کر کہتے ہوئے وہ خود باہر چلا گیا جبکہ عاصم نے بوکھلا کر اُن اہلکاروں کو دیکھا جنہوں نے آگے بڑھ کر اُسکے ہاتھ میں ہتھکڑیاں پہنائیں اور پھر اُسے زبردستی گھسیٹتے ہوئے تفتیشی روم سے نکال کر حوالات کی جانب لے جانے لگے۔ حوالات میں کئی موٹے تازے، غنڈے قید دیکھ کر اُسکا حلق خشک ہونے لگا۔ کہاں رہ گئے تھے اُسکا وکیل اور گھر والے؟؟

"مجھے اکیلے لاک آپ۔۔۔" اُس نے سلاخیں مضبوطی سے پکڑ کر کہنا چاہا۔

"خالہ جی کا گھر نہیں تھا نہ ہے یہ۔۔۔" اُسکو یاد دہانی کروا کر کالر سے پکڑتے ہوئے لاک آپ کا دروازہ کھول کر اُسے اندر دھکا دے دیا گیا۔ طیش سے تمللا کر اُس نے پیچھے پلٹ کر دیکھا اور پھر اُسکا دماغ اُلٹا اور وہ مغضبات کئے لگا۔

-----

"تم نے۔۔۔" وہ جس تیزی سے پیچھے ہوا، آیتِ تطہیر کا ہاتھ پہلو میں آگرا۔ وہ اس قدر بے یقینی سے دیکھ رہا تھا کہ حد نہیں۔

"کیا ہوا؟" وہ جیسے چاہتی تھی کہ خود اُسے بتائے مگر معارج سکندر کا شاید ایسا کوئی ارادہ نہیں لگتا تھا۔ "آپ کو کم از کم مجھے بتانا چاہیے تھا۔" اُسکو یونہی ساکن، بے یقین سا دیکھ کر آیت اُسکی جانب بڑھی اور اُسی تیزی سے معارج سکندر مزید پیچھے ہوا۔ البتہ اُس دلگیر اصرار پر معارج سکندر کی آنکھوں میں اچھنبا اور حیرت لہرانے لگی۔

"کیا؟" بے ساختہ آہستگی سے اُسکے ہونٹوں سے پھسلا۔

"یہی کہ آپ۔۔۔ معارج ہیں۔" اُن آنکھوں کے گہرے ارتکاز پر اُسکو اپنا جملہ مکمل کرنے میں دقت پیش آئی جبکہ معارج سکندر کو لگا وہ سانس نہیں لے سکے گا۔ وہ یہیں اپنی ہستی گنوا بیٹھے گا۔

"تم۔۔۔ تمہیں غلط۔۔۔" بے یقینی نے اُسے جملہ تک مکمل نہیں کرنے دیا جبکہ آیتِ تطہیر بالکل اُسکے سامنے آکھڑی ہوئی یوں کہ معارج سکندر کو پیچھے ہٹنے کا خیال تک نہ رہا۔



"مجھے غلط کیسے لگ سکتا ہے۔ میں آپ کو پہچانتی ہوں، معارج۔" وہ جب بولی تو اُسکا لہجہ دل مائل کر لینے والا تھا۔

"میں یہ نہیں کہہ رہی کہ سلطان نہیں ہے، وہ ہے مگر اس وقت وہ نہیں، آپ ہیں۔" اُن سبز آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس نے ٹھہر ٹھہر کر کہتے ہوئے معارج کے دل کی دھڑکنیں گھائل کر دیں۔ اُسکی وہ حیرانگی بہت زیادہ تھی۔

"ابھی بھی نفی کریں گے؟" اُسکو یونہی خاموش دیکھ کر اُس نے بھجتے دل سے سوال کیا جبکہ معارج نے چونک کر پلکیں جھپک کر گہرا سانس لیا۔ وہ اتنی دیر سے پلکیں جھپکنا اور سانس لینا بھولا ہوا تھا۔

"تم۔۔۔ کیسے۔۔۔" اُسکی سُوائی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"اپنی ہتھیلی میرے سامنے کریں۔" اُسکے جواب کے بجائے اگلی سی بات پر معارج نے اپنے ہاتھ کو دیکھے بغیر ہتھیلی اُسکے سامنے پھیلائی۔

"یہ نشان! وہی ہے نہ جو آپ کو مجھے بچاتے ہوئے لگا تھا۔" اُسکے یقین پر معارج کی نظریں تیزی سے اپنی ہتھیلی تک گئیں اور وہاں وہ چاقو کا گہرا نشان دیکھ کر اُس نے بوکھلا کر ہتھیلی تیزی سے پیچھے کر لی۔

"سلطان کو اس نشان کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔" آیت کی اگلی بات پر معارج کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔

"اور یہاں یہاں بازو پر سنائپر کا نشان۔۔۔"

"کیا کر رہی ہو؟" جس تیزی سے اُس نے ہاتھ آگے بڑھائے معارج بوکھلا کر جس طرح ہاتھ ہڈ کے دونوں کھلے حصوں پر رکھ کر پیچھے ہوا، آیت پہلے ہونق ہوئی اور پھر اُسکی ہنسی کی آواز، سرسراتی رات میں بہت دُور تک گئی۔ معارج نے رُکتی دھڑکنوں سے اُسکے بے فکری سے ہنستے چہرے کو دیکھا۔ وہاں اُسکی حقیقت کو لے کر کوئی خوف، کوئی رنجش اور ایک بھی شکایت درج نہیں تھی۔ اُسکا زخمایا ہوا دل ڈھارس پانے لگا۔

"یا اللہ! آپ نے مجھے ایسا سمجھا ہوا ہے۔" اپنی ہنسی پر قابو پا کر اُس نے معارج کو دیکھا جو محویت سے اُسے ہی دیکھنے میں مگن تھا۔ اُسکے دیکھتے ہی اُس نے نگاہیں تیزی سے پھیر لیں۔

"واہ۔۔۔۔" اُسکو ہڈ کی زپ تیزی سے بند کرتے دیکھ کر اُسکو پھر سے ہنسی آنے لگی۔

"معذرت۔۔۔" لمحے کی خاموشی کے بعد معارج نے چہرہ جھکا کر آہستگی سے کہا۔ آیت نے بغور اُسکے جھکے چہرے کو دیکھا۔

"آپ مجھے بے وقوف بنا رہے تھے؟" اُسکے سنجیدہ سوال پر معارج نے کرنٹ کھا کر چہرہ اٹھایا اور پھر گھبرا کر جس طرح دونوں ہاتھ مفاہمتی انداز میں اٹھا کر نفی میں سر ہلایا، آیت کا دل گداز ہونے لگا۔

"تو پھر معافی کیوں مانگ رہے ہیں۔" اُس نرم، سب سمجھتے اپنائیت سے پُر لہجے پر معارج سکندر نے گہرا سانس لیا اور پھر چہرہ جھکا کر وہ سبز لیز آنکھوں سے اُتار کر چہرہ اٹھایا۔ دھڑکنیں اور سانس کی روانگی کا ٹھہرنا اب آیتِ تطہیر کے لیے تھا۔ اُن سیاہ، دُنیا کی جانب بلاتی آنکھوں پر آیتِ تطہیر کا دل اُسکے غم میں ایڑیاں رگڑ کر گرلانے لگا۔ اُن آنکھوں کے لیے اُس نے کتنا طویل سفر طے کیا تھا۔ اُن سنہری

آنکھوں میں نمکین پانی جمع ہونے لگا اور معارج سکندر کی حیران آنکھوں کے سامنے اُن سے آنسو موتیوں کی طرح ٹوٹ کر بکھرنے لگے۔

"روکیوں رہی ہو، یار۔۔۔" اُسے جیسے واقعی سمجھ نہیں آئی تھی یا کسی بھی عورت کو یوں روتے دیکھ کر چپ کروانے کا تجربہ نہیں تھا تبھی بوکھلاہٹ اور پریشانی سے اُسکے ہاتھ پھیر پھولنے لگے۔

"تظہیر!" نرمی سے کہہ کر آگے بڑھتے ہوئے اُس نے آیتِ تظہیر کو اپنے حصار میں لے لیا۔ اُسکے شانے پر سر رکھتے ہی وہ مزید شدت سے رونے لگی۔ دل کی تکلیف حد سے سوا تھی۔ گہرا سانس لے کر معارج سکندر نرمی اور محبوبیت سے اُسکی پشت تھکنے لگا۔ وہ حصار میں کیا آئی تھی زندگی بھر کے سارے غموں اور اذیت کا مداوا ہو گیا تھا۔

✓ اُداسی کے اُفق پر جب تمہاری یاد کے جگنو چمکتے ہیں

تو میری رُوح پر رکھا ہوا یہ ہجر کا پتھر

چمکتی برف کی صورت پگھلتا ہے

اگرچہ یوں پگھلنے سے یہ پتھر

سنگ ریزہ تو نہیں بنتا

مگر اک حوصلہ سا دل کو ہوتا ہے

کہ جیسے سرسبز تاریک شب میں بھی

اگر اک زرد رو، سہا ہوا تارا نکل آئے  
 تو قاتل رات کا بے اسم جادو ٹوٹ جاتا ہے  
 مسافر کے سفر کا راستہ تو کم نہیں ہوتا  
 مگر تارے کی چلمن سے  
 کوئی بھولا ہوا منظر اچانک جگمگاتا ہے  
 سلگتے پاؤں میں اک آبلہ سا پھوٹ جاتا ہے۔۔۔  
 (امجد اسلام امجد)

اب کیا کریں گے؟" مبین صاحب نے پریشانی سے گاڑی کی پسینہ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ماتھا سہلایا۔  
 اُنکے برابر ڈرائیونگ سیٹ متین صاحب نے سنبھالی ہوئی تھی۔ عاصم اُنکے ساتھ نہیں آ سکا کیونکہ آن  
 ڈیوٹی آفسر پر ہاتھ اٹھانے کی وجہ سے اُسکی ضمانت منسوخ ہو گئی تھی۔  
 "میں نے اُسے کچھ بھی نہ کہنے کا کہا بھی تھا۔" معارج کی سنجیدہ بات پر مبین صاحب نے سر جھٹکا۔ اُس  
 گدھے سے اُن کو اس بے وقوفی کی اُمید نہیں تھی۔

"اور یہ سفیر شہزاد کا کیا قصہ ہے؟" یاد آنے پر معارج نے پوچھا جبکہ متین اور مبین صاحب کے  
 درمیان خاموش نظروں کا تبادلہ ہوا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اُس سے ایک آدھ بار میٹنگ میں ملاقات ہوئی تھی۔" متین صاحب نے مسکرا کر کہا۔  
 "اچھی بات ہے۔ اُس جیسے کرپٹ، ڈرگ ڈیلر اور فراڈ شخص سے کسی بھی قسم کا ذاتی اور کاروباری تعلق نہیں ہونا چاہیے ورنہ یہ عاصم کے خلاف بات جاسکتی تھی۔" اُسکے اطمینان سے کہے جانے پر اُن دونوں نے بوکھلا کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

"تم۔۔۔ ایسے کیوں کہہ رہے ہو؟" مبین صاحب کے سنبھلے ہوئے سوال پر معارج یونہی کھڑکی کی جانب چہرہ پھیر کر بیٹھا رہا۔ اُس اُن دونوں بھائیوں کے درمیان ہوتے خاموش تبادلوں کی خوب خبر تھی۔

"کیا آپ لوگ نہیں جانتے کہ وہ کتنے عرصے سے انسدادِ منشیات والوں کو مطلوب ہے؟ ایسے میں اگر عاصم کی سلام دُعا بھی اُس سے نکل آئی تو پانچ سال کی جیل تو کہیں نہیں گئی۔" اطمینان سے کہتے ہوئے اُس نے اُن دونوں بھائیوں کے اعصاب پر دھماکہ کر دیا۔ چہرہ پھیر کر دونوں نے ایک دوسرے کو ششدر نظروں سے دیکھا۔

"کاشف کو بھی کہیں کہ ذرا لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرے۔ ابھی ہم پولیس کی نظروں میں ہیں۔" اُسکے خبردار کیئے جانے پر مبین صاحب نے تھوک نگل کر چہرہ کھڑکی کی جانب پھیر لیا۔ اُنھیں نئے سرے سے پریشانی گھیرنے لگی۔ جلد از جلد سفیر سے بات کر کے یہ معاملہ حل کرنا تھا اور کوئی مفاہمت کی راہ نکالنی تھی اور یہ سب کچھ معارج سکندر کے علم میں لائے بغیر کرنا تھا کیونکہ ابھی وہی سارے کاروبار اور جائیداد کا لیگل اونر تھا۔ گھر کے پورچ میں گاڑی رکنے کی آواز پر سارے تیزی سے بھاگ کر باہر نکلے مگر صرف اُن تینوں کو گاڑی سے نکلنے دیکھ کر رفعت بیگم کے کلیجے کو ہاتھ پڑا۔



"عاصم کہاں ہے؟" مبین صاحب کے پاس وہ تیزی سے آئیں۔ وہ جو پہلے ہی اُلجھے اور پریشان تھے، مزید متفکر ہونے لگے۔

"بھابھی! کچھ دن میں آجائے گا۔" متین صاحب کی وضاحت بھری تسلی پر سب ہنسنے لگے۔ صنوبر نے آگے بڑھ کر نڈھال ہوتیں رفعت بیگم کو سہارا دیا۔

"ہائے، میرا بیٹا! کیوں چھوڑ کر آگئے آپ اُسکو؟" رفعت بیگم نے صنوبر کو ایک جھٹکے سے پیچھے کر کے آگے بڑھتے ہوئے مبین صاحب کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔

"تو کیا کرتا۔ اُس گدھے کو کہا بھی تھا معارج نے کہ اپنا منہ بند رکھنا مگر اُس عقل کے جانی دشمنی نے نہ صرف بکواس کی ہے بلکہ آن ڈیوٹی آفسر پر ہاتھ بھی اٹھایا ہے۔" جھنجھلا کر اُنکو جھٹک کر قدرے تیز آواز میں جواب آیا۔

"پہلے ہی دماغ خراب ہے میرا، مزید مت کرو۔" نخوت سے کہہ کر وہ اندر کی جانب بڑھ گئے جبکہ پیچھے سب نے ایک دوسرے کو پریشانی سے دیکھا جبکہ معارج اُن سب کی پریشانی سب بے نیاز برابر سے ہو کر اندر کی جانب بڑھ گیا۔ اپنی پشت پر وہ سب کی کینہ توڑ نظریں بخوبی محسوس کر سکتا تھا۔

واپس آ کر معارج سونے کو چلا گیا جبکہ صدف اُسے ٹی۔وی لاونج میں گھیر کر بیٹھ گئی۔

"کہاں تھے تم دونوں؟" اُسکے انداز پر آیت نے مسکراہٹ ضبط کر کے اُسکو دیکھا۔

"یہیں تھوڑی دُور واک کے لیے۔" صدف کے ہاتھ میں موجود باؤل سے چپس لیتے ہوئے اُس نے گھما کر کہا جبکہ صدف نے بغور اُسکا چمکتا چہرہ دیکھا۔

"لشکارے تو ایسے مارے جا رہے ہیں جیسے مُجت کا اظہار ہو گیا ہو۔" صدف کے شریر لہجے پر چپس اُسکے حلق میں اٹکا۔ آگے ہو کر صدف نے مُسکراتی نظروں سے اُسکی پُشت تھکی۔

"جی نہیں! میں نے معارج کو بتا دیا ہے کہ مجھے اُسکے اور سلطان کے ایک ہونے کا معلوم ہے۔" آیت کی اطلاع پر صدف کی ساری شوخی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ یہ معاملہ ایسا نہیں تھا کہ اُسکو ہنسی مزاق میں اُڑایا جاتا۔

"پھر کیا کہا معارج بھائی نے؟" اُسکی سنجیدگی پر آیت آہستگی سے مُسکرا دی۔

"حیران رہ گئے تھے لیکن خیر اُنکو بھی شاید معلوم ہو گا کہ یہ بات مجھ سے کب تک چُھپی رہ سکتی ہے۔" اُسکے اطمینان پر صدف نے اُسکو بے حد غور سے دیکھا۔

"تمہیں ڈر نہیں لگتا معارج بھائی سے؟" دروازہ کھول کر باہر نکلتا معارج اُس سوال پر ٹھہر گیا۔

"مجھے کیوں ڈر لگے گا؟" وہ جیسے واقعی صدف کے سوال پر حیران تھی یا اُسے صدف سے ایسے سوال کی اُمید نہیں تھی۔

"یعنی اُنکی دونوں شخصیات جو ایک دوسرے سے قطعی مُختلف ہیں۔ وہ ہر بار سب بھول جاتے ہوں گے تو کیا یہ اُداس کر دینے کے ساتھ خوفزدہ کر دینے والی بات نہیں؟" صدف نے واضح انداز میں کہا۔

"بالکل بھی نہیں۔ میرے لیے اُنکی دونوں شخصیات قابلِ احترام ہیں۔ میں اُنکے تضاد، اُنکے مسائل اور شخصیت کی اس تقسیم کو سمجھ سکتی ہوں تبھی میں نے اُنکو پہلی بار میں پہچان لیا تھا۔ ہاں میں سوگوار ہوں، اُداس بھی ہوں مگر خوفزدہ نہیں۔ جانتی ہو کیوں؟" اُسکے لہجے کی تابناکی ساکن کھڑے معارج سکندر کے دل کے آہنی قفل کھولنے کے درپے تھی۔

"کیوں؟" صدف نے اُسکو مُجت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"کیونکہ وہ معارج ہیں۔ وہی جنہوں نے مُشکل سے مُشکل وقت میں میری مدد کی، میرے لیے ڈھال بن کر کھڑے رہے، مجھے ہمیشہ عزت اور مان دیا۔ میرے لیے سلطان اور معارج ایک ہی ہیں۔ میرے دل میں دونوں کا مقام ایک سا ہے بغیر کسی تفریق اور تقسیم کے۔" وہ اس بات میں کسی غلط فہمی یا اُلجھن کا شکار نہیں تھی۔ معارج سکندر کا دل اُن خوبصورت الفاظ پر گداز ہونے لگا۔

"بلکہ مجھے سلطان اور معارج دونوں پر فخر ہے۔ اتنا کچھ سہنے اور برداشت کرنے کے باوجود دونوں عورت کی عزت کرنے والے، تحفظ دینے والے، قدر دان لوگ ہیں۔ اُنہوں نے اپنی والدین کی تربیت کو رائیگاں نہیں جانے دیا۔" اُسے معارج سکندر ہر خوبی اور ہر خامی کے ساتھ پیارا تھا۔ چمکتی آنکھوں اور ہلکے ہلکے اعصاب کے ساتھ معارج باہر آنے کے بجائے واپس پلٹ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اندر آ کر وہ ڈریسنگ روم میں آیا جہاں اُس نے ایک ریک کا دراز کھولا۔ وہاں آیتِ تطہیر کا دیا گیا رومال اور وہی پھول کی شکل کا آویزہ جگمگا رہا تھا۔ چند پل وہ یونہی اُنکو دیکھتا رہا۔ دل میں اُس عورت کے لیے موجزن مُجت کے سمندر میں طغیانی آنے لگی تھی۔ وہ جو برسوں سے اُسے چاہتا آ رہا تھا، اب چاہے جانے کا طلبگار ہو رہا تھا مگر ظاہر ہے یہ ایک دیوانے کے خواب سے زیادہ کچھ بھی نہیں تھا تبھی

مُسکرا کر سر جھٹکتے ہوئے وہ ڈریسنگ روم سے نکل کر اپنے کمرے میں آیا۔ بستر پر بیٹھ کر چند لمحے وہ یونہی خالی الذہنی سے کچھ سوچتا رہا اور پھر جھک کر سائیڈ ٹیبل کا دراز کھولا۔ اُس کھلے دراز کو کھولنے کی ہمت اُس نے آٹھ سال بعد کی تھی۔ یک دم اندر گھٹن کا شدید احساس بڑھنے لگا۔ اُس پیلے رنگ کی ٹرائی پر ابھی تک جما ہوا خون لگا تھا۔ معارج سکندر کو لگا کوئی چیز اندر سے اُسکا گلا گھونٹ کر اُسکو ختم کرنے لگی ہے۔ چہرہ شدت تکلیف سے سُرخ پڑنے لگا، سر میں دھماکے ہونے لگے مگر اُس اذیت کے باوجود اُس نے جھک کر اُس ٹرائی کو اٹھا کر آنکھوں کے سامنے کیا۔ نیچے دراز میں وہی بڑی سے فیملی فوٹو تھی۔ ٹرائی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی مگر قالین نے وہ آواز خود میں جذب کر لی تھی۔ لرزتے، کانپتے وجود کے ساتھ اُس نے جھک کر وہ فوٹو فریم نکال کر اپنی گود میں رکھا۔ اُسکے ہنستے، مُسکراتے بے فکر چہرے پر کراس کا نشان لگا تھا جبکہ اُن خوبصورت عورت اور مرد جو اُسکا گھرانہ تھے، اُسکی شناخت، اُنکے چہروں پر ابھی بھی مٹا مٹا سا خون موجود تھا۔ سُرخ آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اُس تصویر پر گرے اور پھر وہ اُس تصویر کو سینے سے لگا کر بچوں کی طرح سسک سسک کر رونے لگا۔ دل تھا کہ پھٹ جانے کو بے چین تھا۔

کسی احساس سے چونک کر آیت نے چہرہ پھیر کر راہداری کو دیکھ کر صدف کی جانب دیکھا جو ڈرامے کی جانب متوجہ تھی۔

"آواز بند کرنا صدف۔۔۔" اُسکی گھٹی آواز پر چونکتی صدف نے آواز کے بجائے ٹی۔وی بند کیا اور اُن مدہم سسکیوں پر دونوں نے پھیلتی آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر آیت تظہیر اُٹھ کر بھاگتے ہوئے راہداری کی جانب گئی۔ صدف وہیں پریشان سی بیٹھی رہ گئی۔ دروازہ کھول کر اُس نے جیسے

ہی اندر قدم رکھا، اندر کے منظر نے اُسکا دل مٹھی میں لے کر مسل کر رکھ دیا۔ نہیں! معارج اور سلطان ایک جیسے ہی تھے کیونکہ اُنکا غم ایک تھا۔ بے جان قدموں سے وہ اُس تک آئی جو چہرہ جھکا کر سینے سے لگا رکھی تصویر کو سختی سے بھیچنے بلک رہا تھا۔ آہستگی سے وہ اُسکے برابر بیٹھ کر بھیگتی آنکھوں سے اُسکو دیکھتی رہی اور پھر اُس نے ہاتھ آگے بڑھا کر جھک کر بیٹھے معارج کی پشت نرمی سے تھپکنی شروع کر دی۔ سسکیوں میں ٹھہراؤ آیا اور پھر وہ مزید تیزی سے، اونچی آواز میں رونے لگا۔ آیت نے آگے ہو کر تصویر سمیت اُسکو اپنے حصار میں لے لیا۔ بغیر کوئی تسلی کا لفظ کہے وہ اُسے خاموشی سے تھپکتی رہی مگر معارج سکندر کے آنسو تھمنے میں نہیں آرہے تھے۔ اُسکے غم کا مداوا تمام عمر نہیں ہو سکتا تھا۔ کوئی اُسکے پیارے اُسے واپس نہیں لوٹا سکتا تھا۔

✓ مصرعِ دل کو سجانے کی اجازت نہیں ہے

عشق میں عین گرانے کی اجازت نہیں ہے

خال و خد اُس کے جھلکتے ہیں میرے چہرے سے

جس کی تصویر بنانے کی اجازت نہیں ہے

یعنی خوش بُو سے گریزاں ہیں تیرے شہر کے لوگ

یعنی لوبان جلانے کی اجازت نہیں ہے

کیا تیرے وصل کو تشہیر نہیں کر سکتا

کیا مجھے خواب سنانے کی اجازت نہیں ہے

شوق ہے مجھ کو بہت خاک اڑانے کا مگر  
 کیا کروں خاک اڑانے کی اجازت نہیں ہے  
 بے سبب شور سماعت پہ گراں گزرے گا  
 آسماں سر پہ اٹھانے کی اجازت نہیں ہے  
 آنکھ اک اٹھلا سمندر ہے سو اُس سے تم کو  
 کوئی طوفان اٹھانے کی اجازت نہیں ہے  
 وقت اثر رکھتا ہے مرہم سے زیادہ آزر!  
 وقت سے زخم چھپانے کی اجازت نہیں ہے  
 (دلاور علی آزر)

"صبر کریں معارج۔ صبر مومن کا بہترین ہتھیار ہوتا ہے۔" اُسکو بالآخر خاموشی توڑ کر نرمی سے کہنا پڑا۔ معارج آہستگی سے پیچھے ہوا، ایک ہاتھ سے فریم تھامے دوسرے ہاتھ سے آنسو صاف کر کے آیت کو دیکھا جو اُسکو بے حد اُلفت سے دیکھ رہی تھی۔ اُن سنہری آنکھوں میں اُسکے غم سے آشنائی اور گہری واقفیت کی چھاپ دھڑکن چھین لینے والی تھی۔

"ازل سے صبر ہی تو کرتا آ رہا ہوں۔" اُسکے شکایتی لہجے پر آیت نے چہرہ جھکا کر اُسکو دیکھا جو اُس فریم پر آہستگی سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔



"تو آپ کا صبر افضل ہے معارج کیونکہ صبر وہی ہوتا ہے جو غم کے آغاز میں کیا جائے۔" اُسکے مدلل لہجے پر معارج کی گردش کرتی انگلیاں تھم گئیں۔

"مجھے لگتا ہے میں سب بھول گیا ہوں لیکن جانتا ہوں میرا لاشعور کچھ نہیں بھولا۔ سوتے جاگتے میں اب بھی اُس منحوس ساعت میں قید ہوں جس دن میں نے اپنے پیاروں کو کھویا تھا۔" اُسکے لہجے میں روح زخمی کر دینے والی اذیت تھی۔

"میں نے کہیں پڑھا تھا کہ یادداشت میں صرف وہی سب رہ جاتا ہے جسے ہم بھلانا چاہتے ہیں، ٹھیک پڑھا تھا۔" اُسکے مدہم انداز پر آیت نے غم گسار نظروں سے اُسکو دیکھا۔

"بھلانے کی ضرورت ہی کیا ہے معارج۔ کچھ زخم اور غم اللہ پاک صرف زمانوں تک یاد رکھوانے کے لیے دیتے ہیں ورنہ کربلا ہم تک کیسے پہنچتی؟" اُسکا دلکش لہجہ سوالیہ تھا مگر معارج گنگ ہو گیا۔ کربلا کے سامنے اُسکے غم کی حیثیت ہی کیا تھی جو کوئی مکالمہ بولتا۔ کربلا اپنے سمجھنے اور محسوس کرنے والوں کو ایسے ہی خاموش کروا دیتی ہے جیسے اُس لمحے معارج سکندر کو کروا دیا تھا۔

"میں اُس عظیم غم کی طرح تشہیر نہیں چاہتا بلکہ میں تو بدلے کے اس چکر سے بھاگنا چاہتا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ انتقام میرے دل کو پتھر کر دے۔ مجھے ایسا بنا دے کہ میں اپنی صورت تک نہ پہچان سکوں۔" اُسکے اپنے خوف اور خدشات تھے۔ آیت نے ہاتھ آگے بڑھا کر ایک بار پھر نرمی سے اُسکی پشت پھیلائی۔ معارج نے بے اختیار چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو سخت وقت کو سہل کر دینے پر قادر تھی۔ جسے اللہ پاک نے غم کی ترسیل کے بجائے تریاق کے لیے اتارا تھا۔

وہ دیکھے گا میری سمت اور دیکھ لینا تم

غموں کے سائے بہت تیزی سے گھٹنے لگیں گے۔۔۔

آیت کے کالج اور معارج سکندر کے حویلی جاتے ہی وہ بوریت سے بیزار ہو کر باہر نکل گئی۔ اونچے لمبے، سرو قامت درخت اور ٹھنڈی ہوا اُسکے اعصاب کو ایک عجیب طرح کی تقویت پہنچا رہے تھے۔ کچھ دیر پہلے کی کثافت اور بے زاری ہوا ہونے لگی۔ کچھ دیر پہلے اُسکی اماں نے اُسکو واپس آنے کا کہا تھا کیونکہ کچھ ضروری مہمانوں نے آنا تھا جن کا اللہ جانے صدف سے ملنا کیوں ضروری تھا مگر اُسکا یہاں سے جانے کا ہرگز دل نہیں کر رہا تھا اور یہ بات اُسکی سمجھ سے باہر تھی۔ ظاہر ہے وہ یہاں آیت کے پاس کچھ دن رہنے کے لیے آئی تھی اور جانتی تھی کہ اُسے واپس جانا ہے مگر مہینہ ہونے کے باوجود اُسکا واپس جانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ اسفر نے وجہ بھی پوچھی تو وہ اُسکو کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکی تھی۔ انہیں سوچوں میں غلطاں وہ آگے بڑھتی جا رہی تھی تبھی اُسکی نظر دُور کھڑے لگڑ بھگے تک گئی۔ آیت نے اُسکو بتایا تھا کہ یہاں جنگلی جانور ہیں۔ بیڑا غرق ہو اُس خیال کا جسکے تحت وہ ہوا خوری کو نکل آئی تھی۔ دبے قدموں وہ تیزی سے پلٹی اور پھر اُسکے پاؤں میں پیسے لگ گئے۔ گھر کو قریب دیکھ کر سُکھ کی سانس لیتے ہوئے وہ جیسے ہی آگے بڑھی، سامنے سے آتے شخص سے اُسکا زبردست تصادم ہوا۔ کراہ کر اُس نے اپنا کندھا تھاما۔

"مُحترمہ۔۔۔ آپ۔۔۔" وہ جو گھبرا گیا تھا، صدف کے چہرہ اُٹھانے پر ٹھہر گیا۔

"صدف۔۔۔ تم۔۔۔ ٹھیک ہو؟" پریشانی میں وہ آپ سے تم پر آگیا تھا اور دونوں کو خبر نہیں ہو سکی۔ سامنے کھڑے ہُود ابراہیم کو دیکھ کر اُسکے وجدان نے کہیں اندر اُسکو واپس نہ جانے کی وجہ سے آہستگی سے آگاہ کر کے سُن کر دیا۔ اپنا کندھا سہلانا بھول کر وہ بے یقینی سے سامنے کھڑے ہُود ابراہیم کا سنجیدہ اور پریشان چہرہ دیکھے گئی۔

"بہت معذرت! ایم شیور بہت زور سے لگی ہے۔" ندامت سے کہتے ہوئے اُس نے صدف کو چونکا دیا۔ "ن۔۔۔ نہیں کوئی بات نہیں۔" سنبھل کر اُسکو کہنا پڑا۔ لگی بھی تھی تو مقابل کیا کر سکتا تھا۔ "کہاں بھاگی جا رہی تھیں؟" اُسکے پوچھے جانے پر صدف نے چونک کر پیچھے دیکھا اور اُس لگڑبھگے کو دیکھ کر خوف سے پھیلتی آنکھوں سے بھاگ کر ہکا بکا رہ جاتے ہُود کے پیچھے آکھڑی ہوئی۔ "آپ ڈرتی بھی ہیں؟" لگڑبھگے کو دیکھ کر جیسے اُسے صدف کی پھرتی کی سمجھ آگئی تھی تبھی مُسکرا کر قدرے ہلکا سا چہرہ پھیرا۔ صدف کی بے ساختہ نگاہ اُس تک گئی اور اُن نظروں کے تبادلے پر لمحے بھر کو وہ دونوں اپنے ارد گرد کو فراموش کر گئے اور یہی شاید لگڑبھگے کو بُرا لگا تھا تبھی غرا کر وہ آگے بڑھا جبکہ صدف نے چیخ کر ہُود کا دائیاں شانہ مضبوطی سے پکڑ کر اُسکو کھینچ کر سائیڈ پر کیا۔ "مجھ پر ہنسنے کے بجائے، کچھ کریں اِسکا۔" اُسکے خوفزدہ آواز پر وہ جو جیب سے پستول نکالنے لگا تھا، ٹھٹک گیا۔ کچھ یاد جو آگیا تھا۔

"کیا کروں اِسکا؟" مُسکراہٹ ضبط کر کے اُس نے دُور کھڑے لگڑبھگے کو دیکھ کر صدف کو تمللانے پر مجبور کر دیا۔

"اچار ڈالیں۔ اللہ اکبر! اتنے سُست ہیں آپ سمجھنے میں۔" ہاتھ آگے کر کے لگڑ بھگے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اُسکو گھور کر جواب دیا۔ فلحال اُسے تنگ کرنے کا یہ وقت مناسب نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ لگڑ بھگا چھلانگ لگاتا، اُس نے تیزی کے ساتھ جیب سے سائلنسر والا پستول نکال کر فائر کر دیا۔ گولی عین لگڑ بھگے کی پیشانی میں جا کر لگی اور بغیر شور مچائے بے دم ہو کر وہ نیچے گر گیا جبکہ ششدر رہ جاتی صدف نے بے یقینی سے لگڑ بھگے اور پھر اُسکے ہاتھ میں موجود پستول کو دیکھا۔

"مارنے کی کیا ضرورت تھی؟" اُسکے شانے پر تھپڑ مار کر تیز لہجے میں کہہ کر وہ سامنے آئی جبکہ پستول جیب میں رکھتے ہُود نے اپنا کان سہلایا۔

"محترمہ! یہ بے ضرر جانور نہیں ہے۔ کئی راہ گیروں کو بُری طرح زخمی کر چکے ہیں۔" بڑے تحمل سے اُسے تسلی دی گئی مگر صدف یونہی اُسے خفگی سے گھورتی رہی۔ دونوں ہاتھ مفاہمتی انداز میں اٹھا کر وہ ہنس دیا اور صدف اس سے زیادہ اُسے گھور نہیں سکتی تھی تبھی تیزی سے پلٹی۔ اُسکو دروازے کی جانب بڑھتے دیکھ کر ہُود کی مسکراہٹ معدوم ہوئی۔ وہ سامنے رہتی تھی تو نامعلوم کیسے مسکراہٹ اُسکے چہرے کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی، اُسکو تنگ کر کے، اُسکے خفگی سے پھولتے چہرے کو دیکھ کر دل کا گداز ہونا بڑا انوکھا اور مختلف سا تجربہ تھا ہُود ابراہیم کے لیے۔

"آیت بتا رہی تھی کہ آپ کو کچھ دن میں واپس جانا ہے؟" اُس نے خود کو بے اختیار یہ سوال کرنے پر مجبور پایا جبکہ دروازہ کھولتے صدف کے ہاتھ ٹھہرے۔ چونک کر اُس نے حیرت سے اُسکو دیکھا جو سنجیدگی سے اُسکی جانب ہی متوجہ تھا۔

"ظاہر ہے! یہاں ہمیشہ تھوڑی رہنے کے لیے آئی تھی۔" دل جو بھی چاہے چمک کر کہتے ہوئے اُس نے ہُود کو ٹھٹکا دیا۔

"یعنی آپ پورے مُنظر آباد کو اُداس کر دیں گی؟" اُسکے اگلے سوال پر صدف نے نا سمجھی سے اُسکو دیکھا اور اُس نا سمجھی پر ہُود ابراہیم کے دل کی رفتار مدہم ہوئی۔

"مُنظر آباد کیوں اُداس ہو گا؟" وہ جیسے واقعی نہیں سمجھی تھی۔ گھما پھرا کر کی جانے والی بات کو فوراً پکڑ لینے والی لڑکی کو سادہ سی بات سمجھ میں نہیں آئی تھی۔

"آپ جو جا رہی ہیں۔" ایک پل کو صدف ہونق ہوئی اور دوسرے ہی پل اُسکے چہرے کا رنگ بدلا۔ اُسے اِس خاموش شخص سے ایسی صاف گوئی کی اُمید نہیں تھی۔

"آپ رُک۔۔۔ سکتی ہیں، کچھ دن اور؟" اب کے کچھ جھجھک کر سوال کیا گیا۔

"کس لیے؟" برجستہ جس طرح کڑے لہجے میں پوچھا گیا، ہُود کو سنبھلنا پڑا۔

"آیت کے لیے۔ وہ یہاں اکیلی ہیں تو آپ کا ہونا۔۔۔"

"نہیں!" اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی تڑخ کر صفا چٹ انکار مارا۔ ہُود نے ٹھہر کر اُسکے چہرے کو دیکھا۔

"تو پھر کوئی اور وجہ ڈھونڈ لیں۔" نہ جانے اُس میں اتنی ہمت کہاں سے آگئی تھی۔ اُسکی بات پر صدف نے اُچھنبے سے اُسکو دیکھا۔

"کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟ صاف صاف بات کریں۔" وہ بات گھما پھرا کر کرنے کو پسند نہیں کرتی تھی۔  
 ہود ابراہیم کے چہرے کا رنگ بدلا۔ چند لمحے کو کچھ سوچا اور پھر فیصلہ ہو گیا۔

"کیا آپ۔۔۔ مجھ سے شادی کریں گی؟" کھنکھار کر جو سوال کیا گیا اُس پر صدف کا منہ گھل گیا۔  
 ششدر ہو کر بے یقینی سے وہ اُسکو دیکھنے لگی جو اُسکی نگاہوں سے نجل ہو رہا تھا جبکہ اُسکی بات ہضم کرنے میں صدف کو کئی لمحے لگ گئے اور ہود ابراہیم خاموشی سے سر جھکا کر اُسکے جواب کا انتظار کرنے لگا۔

"کس لیے؟" چند پل وہ یونہی اُسکا معائنہ کرتی رہی اور پھر سوال داغا۔ اُسکے سوال پر ہود نے گڑبڑا کر اُسکو دیکھا۔ وہ واقعی حد سے زیادہ صاف گو تھی تبھی تو اُس جیسے شخص کا خون خشک کر دیتی تھی۔  
 "آپ یہاں سے جانا نہیں چاہتی تو۔۔۔" اُسکی بات پر صدف نے تمسخر سے اُسکو دیکھا۔

"میں بالکل جانا چاہتی ہوں۔ آپ سے کس نے یہ بکواس کی ہے؟ خواہ مخواہ میرا وقت ضائع کر دیا۔"  
 تیز لہجے میں کہہ کر پیر پٹخ کر وہ تیزی سے پلٹی جبکہ اُسکو یوں آگ بگولا ہوتے دیکھتا ہود لمحے بھر کے لیے سن رہ گیا۔

"م۔۔۔ مجھے آپ پسند ہیں۔" عقب سے آتی بوکھلاتی پکار پر اُسکے قدم لرز کر تھم گئے۔ دل کی دھڑکنوں نے کروٹ بدلی جبکہ چہرے کا رنگ تیزی سے سُرخ ہوا۔

"مُجت نہیں؟" پلٹے بغیر آہستگی سے پوچھا گیا۔ یہ سوال وہ پلٹ کر اُن سنجیدہ، گہری آنکھوں میں دیکھ کر نہیں کر سکتی تھی مگر یہ دل کا سوال تھا۔



"مُجبت تو بہت طویل وقت لیتی ہے اپنی جڑیں مضبوط کرنے کے لیے اور ہمیں ایک دوسرے کو جانے عرصہ ہی کتنا ہوا ہے ہاں البتہ میں آپکو دیکھ کر چونک گیا تھا، آپ کی جانب متوجہ ہو گیا ہوں اور یہی عناصر مجھے مجبور کر رہے ہیں یہ کہنے کے لیے کہ آپ۔۔ اچھی لگتی ہیں مجھے۔" اُسکی اتنی لمبی تمہید پر صدف سُرخ چہرے کے ساتھ پلٹی۔ دل کی دھڑکنیں یوں تیزی سے دوڑ پڑی تھیں کہ حد نہیں حالانکہ ابھی تو مُجبت کی بات ہوئی بھی نہیں تھی۔

"کیا میرے بارے میں سوچنے کے لیے اتنا کافی نہیں ہے؟" اُسکو یوں خاموش، گم صُم دیکھ کر آہستگی سے کہا جبکہ صدف چونک گئی۔

"کافی تو نہیں ہے لیکن ابھی کے لیے چلے گا۔" اُسکے برجستہ انداز پر ہُود ابراہیم ہونق ہوا اور پھر بات پلے پڑتے ہی اُسکے ہر وقت سنجیدہ رہتے چہرے کو مُسکراہٹ نے چھو لیا۔ اُس چہرے پر مُسکراہٹ دیکھنا ایک بڑا بھلا اور انوکھا سا تجربہ تھا۔

"مُسکراتے رہا کریں۔ اچھے لگتے ہیں مُسکراتے ہوئے۔" اُسکے یوں برجستہ کہے جانے پر جھینپ جانتے ہُود ابراہیم کی مُسکراہٹ گہری ہوئی۔

"آج سے مُسکراتا رہوں گا۔" اُسکا انداز بھی برجستہ تھا جبکہ صدف بے اختیار ہنستی چلی گئی۔ اُسے ہُود سے اس قدر تابعداری کی اُمید نہیں تھی جبکہ ہُود ابراہیم اپنے دل کی دغا بازی پر ششدر اُس چہرے کو محویت سے تنکے لگا جس نے ایک ہی ڈگر پر چلتی زندگی کی سمت کا تعین ہی بدل کر رکھ دیا تھا۔

کالج سے واپسی پر وہ صدف کے لیے کچھ لینے کے لیے اُس نے بازار کا رخ کیا۔ صدف واپس اسلام آباد جانے لگی تھی تو وہ اُسکے لیے کوئی اچھا سا تحفہ خریدنا چاہتی تھی۔ اُسکو شاپنگ کرنے کا کبھی اتنا شوق نہیں رہا۔ ہمیشہ اُس نے صدف کے ساتھ ہی بازاروں کے چکر لگائے تھے اور صدف صاحبہ اُسکو پورے بازار یا مال میں ایک چیز کے لیے گھما پھرا کر ادھ مویا کر دیتی تھی۔ مطلقہ دکان میں داخل ہونے سے قبل اُس نے دروازہ کھولا تو ونڈ چائیم کی مخصوص آواز پر اُس نے مسکرا کر چہرہ اٹھایا اور پھر اندر آگئی۔ اُس دکان میں لاتعداد ونڈ چائیمز، ڈریم کیچرز، اینٹیک گھڑیاں، خوبصورت لیمپس اور نہ جانے کیا کچھ نفاست اور خوبصورتی سے سجا تھا۔ صدف کے لیے اُسکے شوق کے مطابق اینٹیک گھڑیاں لے کر پیک کرواتے ہوئے اُسکی نگاہ ایک بے حد خوبصورت سیاہ چمکیلے رنگ کے ڈریم کیچر سے ٹکرائی۔ چند لمحے وہ یونہی اُسکو دیکھتی رہی اور پھر سیلزمین سے اُسکو بھی پیک کروانے کا کہہ کر اپنے چہرے پر در آنے والی مسکراہٹ ضبط کی۔ اُسکو یہ معارج کو دے کر حیران کر دینا تھا۔ اتنے سالوں سے وہی اُس سے کچھ نہ کچھ لیتی آئی تھی۔

"ہم کہیں اور سے کچھ کیوں نہیں لے رہے؟" عقب سے آتی قدرے تیز اور جھنجھلائی آواز پر آیت نے بے اختیار چہرہ پھیر کر پیچھے سرسری سا دیکھا مگر اندر آتے چہروں کو دیکھ کر ایک لمحے کے لیے ٹھٹک گئی۔ دو لڑکیاں آگے پیچھے اندر داخل ہوئیں۔ ایک لڑکی اُتائی ہوئی اور بے زار سی تھی جبکہ دوسری چادر میں ہونے کے باوجود طراحدار سی معلوم ہو رہی تھی۔ آیت نے اُن دونوں کو ایک لمحے میں پہچان لیا تھا۔ وہ دونوں غُروج اور اُسمارہ تھیں، غضنفر حویلی کی مکین۔

"کس کے لیے مجھے اتنا خوار کروا رہی ہو، میری ماں؟" عروج دھپ سے صوفے پر بیٹھ کر اُس سے سوال کر رہی تھی جبکہ آیت نے چہرہ واپس پھیر کر سامنے دیکھا جہاں اُسکا سامان پیک ہو رہا تھا۔

"معارج کے لیے۔ تم جانتی ہو نہ اُسکو ونڈ چائز کتنے پسند ہیں۔" اُس اگلی بات پر بے نیاز ہوتی آیت تطہیر کی ساری حسیں جاگ گئیں۔

"اور معارج نے وہی ونڈ چائز تمہارے منہ پر دے مارنا ہے۔" عروج نے بغیر مروت کے اُسکے جوش کو ٹھس کرنا چاہا مگر مقابل بھی اُسارہ مبین تھی۔

"بندہ بات تو اچھی کر لیتا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔ دیکھنا عاصم کے گھر آتے ہی میری اور معارج کی اتنی شاندار دُعائے خیر ہو گی کہ دیکھنے والے جل کر خاک ہو جائیں گے۔" اُسارہ تو گھر میں چلتی شدید ٹینشن کے باوجود ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔ عروج نے تاسف سے اُسکی غلط فہمیوں کے بلند مینار کو دیکھ کر نفی میں سر ہلایا جبکہ آیت تطہیر کی دُنیا ساکن ہو گئی۔

"مجھے نہیں لگتا کہ ان حالات میں تمہاری دُعائے خیر ہونے والی ہے۔ فاتحہ پڑھ لو اپنے ارمانوں پر۔" عروج کے مخلصانہ مشورے پر ریک میں لگے ونڈ چائز دیکھتی اُسارہ نے ناک چڑھا کر اُسکو دیکھا۔

"ایسی ہی پڑھ لوں فاتحہ۔ اتنے عرصے بعد تو اُس پتھر میں دارڑ آئی ہے۔ معارج نے مجھے مثبت جواب دیا ہے۔ اُسے نہ کرنی ہوتی تو وہ کبھی ہاں نہ کہتا۔" اُسکے ناز سے کہے جانے پر عروج کا جی چاہا اپنا یا پھر اُس اندھی کا سر پیٹ دے جسے سامنے کی بات اب تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ آیت کو لگا وہ یہیں کھڑے کھڑے منہدم ہو جائے گی۔ سیلزمین نے اُسکا سامان شاپر میں ڈال کر اُسکے سامنے رکھ کر آواز

دی تو بروقت عروج اور اُسمارہ کی نگاہ اُس تک گئی۔ عروج تو پھر سے اپنے سیل فون کی جانب متوجہ ہو گئی جبکہ اُسمارہ ٹھٹک کر اُس تک گئی جو اپنا سامان لے کر پلٹنے لگی تھی۔

"تم تو وہی ہو نہ جسے معارج نے ہماری حویلی میں پناہ دی تھی؟" اُس تمسخرانہ سوالیہ انداز پر جہاں آیت تھی وہیں عروج نے چونک کر سر اٹھایا۔ آیت نے بس پلٹ کر خاموشی سے اُسکو دیکھا۔

"یہاں کیا کرنے آئی ہو؟" اُسکے نخوت زدہ سوال پر عروج کو اپنی جگہ سے اٹھنا پڑا کیونکہ اُسمارہ مبین مقابل شخص کا لحاظ کبھی نہیں کرتی تھی۔

"لوگ یہاں کس لیے آتے ہیں؟" جواب کے بجائے جس سنجیدگی سے سوال کیا گیا، اُسمارہ کا منہ کھل گیا۔

"تمہارے تو منہ میں زبان ہے۔" اُسکے لہجے پر آیت نے بامشکل ضبط کیا۔ بغیر مزید کچھ کہے وہ پلٹنے لگی۔

"تو یہاں کس کے لیے تحفہ خریدنے آئی ہو؟" دوسرا سوال ایسے طنز سے آیا کہ آیت کا ضبط رخصت ہونے لگا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے ہم ایک دوسرے سے اتنے فرینک نہیں ہیں کہ اتنے ذاتی سوال کریں۔" اُسکے جواب پر عروج نے مسکراہٹ دبائی جبکہ اُسمارہ کا چہرہ سُرخ ہوا۔

"تمہیں تمیز نہیں ہے اپنے محسن سے بات کرنے کی؟" تڑخ کر اُس نے اِس قدر اُونچا کہا کہ آس پاس کے کئی خریداروں نے چہرہ پھیر کر اُنکو دیکھا۔

"وہ کہتے ہیں نہ کہ جس پر احسان کرو، اُسکے شر سے بچو تو وہ سہی کہتے ہیں۔" نرمی اور آہستگی سے کہہ کر اپنے سامان پر گرفت مضبوط کر کے وہ دروازہ دھکیل کر باہر کی جانب بڑھ گئی جبکہ پیچھے اُسمارہ مبین کا چہرہ اہانت سے سُرخ ہوا۔ پیر پٹخ کر اُس نے چہرہ پھیر کر کھی کھی کرتی عروج کو گھورا اور پھر اپنی خریداری کرنے لگی۔ سارا موڈ غارت کر کے رکھ دیا تھا اُس منحوس لڑکی نے جبکہ بازار سے باہر نکلتی آیتِ تطہیر کی آنکھوں میں ضبط کے باوجود آنسو اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہونے لگے۔ اُس نے کیوں بغیر کسی اُمید اور آس کے خود کو پھر سے خواب دیکھنے پر مجبور کیا؟ وہ کیوں وقت کے ظالم چکر سے غافل ایک بار پھر خواب بننے لگی تھی؟؟

✓ وقت ہے دوست اِسے دھیان سے رکھ، کام میں لا

خواب ویران جزیوں پر اتر آتے ہیں

اُس کی وحدت نے مجھے اپنی طرف کھینچا تھا

ورنہ راستے میں تو کتنے ہی شجر آتے ہیں

ہر کوئی چاند سا چہرہ نہیں ہوتا سچا

آبشاروں کی تہوں میں بھی کھنڈر آتے ہیں

میں کہ حیران ہوں اِس ربط پہ ہم دونوں کے

لے کے ہر بار عُدو تیری خبر آتے ہیں۔۔۔

"عاصم كى ضمانت هونا ناكن هـ۔ "معارج كى سنجيدگى سى كہى جانى ٲر مبين احمء نے چونك كر اُسكو ديكا۔

"كوئى راسته نهى هـ؟" اُنكى متفكر آواز ٲر معارج نے گهر اسانس ليا اور سيدها هو بيٲا۔

"مى نے اُسكو كها تاا كه خاموش رهـ۔ اُس نے آن ڈيوئى آفسر ٲر هااها تاا اُٲا ليا اب ايك هى راسته عءالت مى ٲيشى كى بعء بچاا هـ۔" اُسكى مءل انءاز ٲر مبين احمء تيزى سى آگى هوئـ۔

"كونسا راسته؟ اتمهارى اتنى كنكشنز هى معارج ٲوليس، انسءاء منشايت اور ٲرو سيكيوشن مى۔ اتم هى اُسكى ليئى كچھ كر سكتى هو۔" اُنكى كہى جانى ٲر معارج كو كوفت هونى لگى۔

"وه كنكشنز اس ليئى نهى بنائى كه وقت ٲڑنى ٲر اُنكا غلط استعمال كروں۔" اُسكى صاف اُٲنڈى اُٲار انءاز ٲر وه انءر تاا اتملا كر ره گئى مگر اس انءهى سى انهى بنا كر ركهنى ااى۔

"اٲو ٲهر كس ليئى بنائى هى كنكشنز؟" دروازه كهول كر انءر آا كاشف كى سوال ٲر مبين صاا بنى چونك كر معارج كو ديكا۔

"آف كورس! سهى استعمال كى ليئى۔" اُسكى اطمينان مى كوئى فرق نه آا ديكه كر كاشف نے ءانت كچكاى۔

"اٲو ٲهر كام آئى هى كبهى؟" اُسكى اٲى اٲى انءاز ٲر معارج انءر تاا محفوظ هوا۔



"آ تو رہے ہیں۔" ہنوز شانِ بے نیازی قائم تھی۔ کاشف نے تپتی نظروں سے بُمین صاحب کو دیکھا جنہوں نے خاموشی سے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اُسکو دھیرج رہنے کا اشارہ کیا۔ بنایا بنایا کھیل یوں بگاڑا نہیں جا سکتا تھا۔

"مجھے لگتا ہے کہ تم عاصم کو نکلوانا ہی نہیں چاہتے۔" اب کی بار کاشف کے پُر یقین لہجے پر معارج نے ٹھٹک کر آواز کا تعین کر کے اُس سمت دیکھا۔ کچھ کہے بغیر معارج نے جیب سے اپنا سیل فون نکالا اور پھر کسی کو کال ملا کر کان سے لگا لیا جبکہ اُن دونوں نے ایک دوسرے کو مُسکراتی نظروں سے دیکھا۔

"وعلیکم اسلام غوری! تم اِس کیس سے بیک آف ہو جاؤ۔ نہیں! بُمین صاحب اپنے کسی قابلِ اعتبار وکیل کو ہائیر کرنا چاہ رہے ہیں۔" اُسکی اگلی بات پر تسلی سے بیٹھے کاشف متین اور بُمین احمد بوکھلا کر سیدھے ہوئے۔ مُسکراہٹ تیزی سے اڑنچھو ہوئی۔

"کیا کر رہے ہو تم؟" بُمین صاحب کی پھنسی ہوئی آواز بامُشکل نکلی۔ وہ اِس وکیل کو نہیں کھو سکتے تھے۔ معارج نے اُنھیں عاصم کے لیے پاکستان کا سب سے مُنہجھا ہوا اور مہنگا ترین وکیل کر کے دیا تھا۔ سارے اکاؤنٹس معارج کے اُنڈر تھے۔ وہ لوگ کبھی بھی اتنی بھاری فیس ادا نہیں کر سکتے تھے۔ اُنکی داہائیاں نظر انداز کر کے اُس نے کال مُقطع کر کے کاشف کی جانب چہرہ پھیرا۔

"اب مجھے پوری اُمید ہے عاصم مُعین کی بیل ہو جائے گی۔" سنجیدگی سے کہہ کر اپنی سٹک تھام کر وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور پھر اُسی وقار سے پلٹ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ دونوں جن کی جاتے ہوئے معارج سکند کی جانب پُشت تھی وہ مُسکراہٹ نہیں دیکھے سکے تھے جو کسی ایسے شخص کے چہرے پر در آتی ہے جسکا پلان اُسکی عین مرضی کے مطابق ہو رہا ہو جبکہ پیچھے رہ جاتے بُمین صاحب کا چہرہ لُٹھے

کی مانند سفید ہونے لگا۔ اُنہوں نے چہرہ پھیر کر خون آشام نظروں سے بوکھلائے، گھبرائے سے کاشف کو دیکھ کر ایک زوردار لات سامنے پڑے ٹیبل پر ماری۔ کوٹ کچہری کی بھاری فیس جو معارج ادا کر رہا تھا وہ اب اُنکو کرنی تھی مگر کیسے؟؟؟ اُنہوں نے تو اتنا کیش پہلے ہی ریڈ ہونے والے سامان کی وجہ سے کھو دیا تھا۔ کچھ سوچ کر اُنہوں نے جیب سے سیل فون نکال کر سفیر شہزاد کو کال کی۔ ہر بار مسلسل بجاتی بیل یہ بتانے کو کافی تھی کہ اُنکو دوسری جانب سے شٹ آپ کال دی جا رہی ہے۔ مبین صاحب کا سُرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر کاشف تیزی سے اُٹھا اور پھر خاموش قدموں سے کھسک کر باہر نکل گیا۔

"آگے کیا کرنا ہے؟" اُسکو بیک ویو مرر سے چہرہ جھکا کر لینز بدلتے دیکھ کر سیف نے پوچھا تو اُس نے چونک کر چہرہ اٹھایا۔ سیاہ آنکھیں آہستگی سے مُسکرائیں۔

"کرنا کیا ہے۔ دلاور کی وکالت کی ڈگری کب کام آئے گی۔" اُسکے مطمئن انداز پر سیف چونکا اور پھر نا سمجھی سے اُسکو دیکھا۔

"کیا مطلب۔۔۔؟" وہ واقعی سمجھا نہیں تھا۔

"مطلب کہ اب ہمارا دلاور ڈیفینڈینٹ کو اپنے مخلصانہ مشوروں سے ڈیفینڈ کرے گا۔" اُسکے محظوظ انداز پر سمجھ آتے ہی سیف کمال کے چہرے کو مُسکراہٹ نے چھو لیا۔

"تو یعنی آپ اپنا من پسند بیانہ دلوانے کے لیے تیار ہیں۔" سیف کے پرجوش لہجے پر اُسکے چہرے کو بڑے عرصے بعد آسودہ اور دلکش مسکراہٹ چھو گئی۔

"Bingo!"

چٹکی بجا کر کہتے ہوئے اُس نے سیف کو شاد کر دیا۔ کتنے عرصے بعد وہ معارج کو ایسے خوش اور پرجوش دیکھ رہا تھا۔

"ویسے ہم مبین احمد کے بجائے عاصم مبین کو کیوں ٹارگٹ کر رہے ہیں؟" وہ واقعی یہ سوال جاننا چاہتا تھا۔ معارج سکندر کی مسکراہٹ تیزی سے سمٹی۔

"کیونکہ اس دُنیا میں اولاد کو کھو دینے سے بڑا خوف کوئی نہیں ہو سکتا۔" آہستگی سے کہتے ہوئے اُسکی آنکھوں کے سامنے یک دم اپنی ماں کی بھیگتی، خوف سے پھیلی آنکھیں لہرائیں جن میں اپنی اولاد کو محفوظ رکھنے کے لیے خود کو فنا کر دینے کا عظیم تھا۔ اُسکے پھر سے اُن ہی تاثرات پر سیف نے تاسف سے اُسکو دیکھ کر سر جھٹکا۔ گھر کے سامنے گاڑی رُوک کر اُس نے خیالوں میں محو معارج کو چونکا دیا۔ سنبھل کر گاڑی سے نکلنے سے قبل اُس نے ہمیشہ کی طرح آگے ہو کر سیف کا شانہ نرمی سے تھپتھپایا اور نیچے اُتر گیا۔

"میں پھر دلاور کو 'اوکے' کا سگنل دیتا ہوں۔" شیشہ نیچے کر کے اُس نے جوش سے کہتے ہوئے معارج کو مسکراہٹ پر مجبور کر دیا۔ ہاتھ ہلا کر اُسکو بھیج کر مین گیٹ کھول کر اندر آیا۔ شام کے سائے باہر تیزی سے گہرے ہو رہے تھے تبھی صدف باہر آئی۔

"اسلام و علیکم! معارج بھائی۔" اُسکو یوں پریشانی اور عُجالت میں باہر آتا دیکھا کہ معارج چونکا۔

"وعلیکم اسلام! کیسی ہو؟" اُسکے آگے ہو کر سر جھکانے پر معارج نے نرمی سے اُسکا سر تھپتھپا کر پوچھا۔

"میں تو ٹھیک ہوں مگر آپ کی بیگم ٹھیک نہیں ہے۔" اُسکے تیزی سے کہے جانے پر معارج نے چونک کر لکڑی کے آبنوسی دروازے کو دیکھا۔

"آپ دونوں کی لڑائی ہوئی ہے؟" اُسکو یوں پریشان اور خاموش دیکھ کر کہتے ہوئے اُس نے جس مشکوک انداز میں کہا، معارج سنبھل کر مسکرایا۔

"نہیں! ہُود سہی کہتا ہے تم بڑا خطرناک گھورتی ہو۔" اُسکی بات پر جس طرح صدف یک دم گلابی ہو کر مسکرائی، معارج مسکراہٹ دبا کر آگے بڑھا۔

"میں دیکھتا ہوں، خُدا خیر کرے۔" تفکر سے کہہ کر وہ لکڑی کا دروازہ پار کر کے اندر اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا مگر پھر سر جھٹک کر اُس روم کی جانب لپکا جہاں آیت اور صدف کا ٹھہراؤ تھا۔ چند پل وہ یونہی اُس بند دروازے کو گھورتا رہا اور پھر بے اختیار آہستگی سے ناک کیا۔

"مت تنگ کرو مجھے صدف۔" آیت کی مدہم آواز پر معارج سکندر کی دھڑکن تھی۔ وہ لہجے سے ہی مضطرب اور مُرجھائی ہوئی لگ رہی تھی۔ کچھ کہے بغیر اُس نے ایک بار پھر سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

"گھلا ہوا ہے میری ماں۔" جھنجھلا کر کہے جانے پہ معارج آہستگی سے ہینڈل گھما کر جیسے ہی اندر آیا۔ منہ پر پڑتے خوشبودار کپڑے پر وہیں ٹھٹک کر ٹھہر گیا جبکہ آیت صدف کے بجائے معارج کو دیکھ کر بوکھلا کر اُٹھ کھڑی ہوئی۔

"اللہ!" اُسکی بلند چیخ پر معارج نے وہ کپڑا ہٹا کر ایک نظر ندامت سے چور ششدر کھڑی آیت کو اور دوسری نظر اُس دوپٹے کو دیکھا جو یقیناً اُسکا ہی تھا۔ کھلے، بے ترتیب بال کندھوں پر بکھرائے، اولول جُلول حُلّیے میں بھی وہ اُسکے دل کو مُسکرا نے پر مجبور کر گئی۔ معارج کی مُسکراتی نظروں پر خفت سے جھینپ کر وہ تیزی سے رُخ پھیر گئی۔

"صدف بتا رہی ہے کہ آج موسم ابر آلود ہے۔" قریب آتے قدموں کی آواز اور اُس مدہم لہجے پر تیز ہوتی دھڑکنوں پر آیت کو خود پر بے تحاشہ تپ چڑھنے لگی۔ عقب سے آگے ہو کر دو مہربان ہاتھوں نے اُسکے سر اور شانوں پر نرمی سے دُوپٹہ پھیلا دیا۔ اچھی طرح بال پیچھے کر کے وہ تیزی سے پلٹی۔

"ایم سوری، جزاک اللہ!" خود کو کوس کر اُس نے کہتے ہوئے معارج سکندر کی سیاہ آنکھوں میں ستارے روشن کر دیئے۔

"موسم کیوں آج ابر آلود ہے؟" آگے کو جھک کر اُن خفا آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اُس نے کہتے ہوئے آیتِ تطہیر کی آنکھیں پانیوں سے بھر دیں۔ سیاہ آنکھوں میں یک دم تعجب اور اضطراب سمٹ آیا اُن سُنہری، دُنیا سے پیاری آنکھوں میں غم اُترتے دیکھ کر۔

✓ بے سبب رونے میں تکلیف بہت ہوتی تھی

میری تکلیف کو آسان کیا ہے اُس نے۔۔۔

(عمیر مشتاق)

"کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟" اُسکے اپنائیت سے لبریز سوال پر آیتِ تطہیر نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر صدف کے جانے کی وجہ سے اُداس ہو؟" ایک اور سوال آیا۔ بغیر نفی میں سر ہلائے آیت اُسے یوں ہی دیکھتی رہی۔

"بے فکر رہو! میرے جگر یار نے تمہاری دوست کو ہمیشہ کے لیے یہاں روکنے کا۔۔۔" اُسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"تو پھر میری وجہ۔۔۔" اُلجھے، ٹوٹے لہجے میں خدشات کو آیت کے اثبات میں ہلتے سر نے دوام بخش دیا۔ بے یقینی سے اُس نے اُن آنکھوں میں تیرتے آنسوؤں کو بند ہوتے دل سے دیکھا اور آیت اُن نظروں کی حدت پر تیزی سے رُخ بدل کر کھلی کھڑکی کی جانب چلی گئی۔ جھکے کھڑے رہ جاتے معارج نے چہرہ پھیر کر اُسکو دیکھا جو کھڑکی سے نظر آتے پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی۔

"واللہ میرے نہیں خیال سے میں نے ایسا۔۔۔" وہ جو سنبھل کر اُسکی جانب بڑھتے ہوئے ہلکے بھلکے انداز میں کہنے لگا تھا، آیت کے پلٹ کر کھا جاتی نظروں سے دیکھ کر دونوں ہاتھ مفاہمتی انداز میں اٹھا کر پیچھے ہوا۔

"میں سوچتا ہوں کہ میں نے کیا کر دیا ہے۔" آہستگی سے کہہ کر اپنی غلطی مانتے ہوئے وہ چند قدم پیچھے ہوا۔ آیت دوبارہ سے چہرہ پھیر کر باہر دیکھنے لگی۔ بے ترتیب پڑے کمرے میں اُسکی نظر ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے گفٹ پیک تک گئی اور پھر آیت تک۔ یقیناً کالج سے واپسی پر وہ بازار گئی اور وہاں ضرور



کوئی۔۔۔ اُسکی سوچوں کو لگام بچتے سیل فون نے لگائی۔ چونک کر سیل جیب سے نکال کر سکرین پر جگمگاتے عروج کے نام کو دیکھ کر اُس نے کال ریسیو کرتے ہوئے آیت کی سماعتوں کو بھی چوکنا کر دیا۔

"وعلیکم اسلام، عروج!" اُسکے سلام پر دوسری جانب عروج شروع ہو چکی تھی۔ وہ اُسے اُسمارہ مبین کی غلط فہمیوں کا علاج کرنے کا کہنے کے ساتھ بازار میں اُس لڑکی سے ہونے والے ٹکراؤ کا بھی بتا رہی تھی جبکہ معارج نے چونک کر تفکر سے اُسکو دیکھا جس نے دوبارہ پلٹ کر اُسکو نہیں دیکھا۔ کچھ کہے بغیر معارج نے سیل فون سپیکر پر ڈال دیا۔

"اُسکو غلط فہمیوں سے نکالو معارج۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں تم نے کاشف کی باتیں سُن کر وہ نیم رضامندی ظاہر کی تھی۔ وہ مُحترِمہ پوری دُنیا کو تمہاری اور اُسکی کبھی نہ ہونے والی دُعائے خیر کی اطلاع دے کر خود کو ہی شرمندہ کروائے گی۔" عروج جیسے عاجز آ کر کہے جا رہی تھی۔ آیت کی سماعتیں چوکنا ہوئیں اور پھر اُسکے چہرے پر پہلے والی خفگی اور دُکھ کے بجائے نا سمجھی چھانے لگی۔

"عقل ٹھکانے لگانی پڑے گی مُحترِمہ کی۔ بھائی جیل میں ہے اور اُسکو ہری ہری سوجھ رہی ہے۔" سنجیدگی سے کہتے ہوئے اُس نے عروج کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

"اور میں جانتی ہوں تم اُسکو ہی نظر انداز کرنے کے لیے گھر زیادہ نہیں رہتے۔ احترام اور ادب میں وہ اُلٹا تمہارے ہی سر چڑھے گی۔" معارج اچھی طرح جانتا تھا کہ عروج اُسکے بھلے کے لیے کہہ رہی ہے۔ غضنفر حویلی میں ایک وہی اُسکے ساتھ مُخلص تھی، کاشف متین کی بہن ہونے کے باوجود۔

"جزاک اللہ، عروج۔ کل اس معاملے کو دیکھتا ہوں۔" نرمی سے کہہ کر اُس نے کال منقطع کی۔ ساری پریشانی اور اضطراب کا بوجھ اُسکے کندھوں سے چٹکی بجاتے ہی جیسے غائب ہو گیا۔ مسکراہٹ دبا کر سیل جیب میں رکھ کر وہ اُسکی جانب بڑھا۔

"ہمم! تو یہ بات تھی، ہاں؟" اُس مدہم، گھمبیر لہجے پر آیت کی دھڑکنیں سُست پڑنے لگیں۔ دونوں ہاتھ بے چینی سے مَسَل کر اُس نے خود کو کوسا کہ کیا ضرورت تھی اتنا جذباتی ہونے کی۔ وہ اُسکے بارے میں کیا سوچے گا۔

"تو تم جیلس ہو رہی تھی، ہاں؟" اُسکی خاموشی پر اُسکے برابر کھڑے ہوتے ہوئے اسرار بھرے لہجے میں کہہ کر اُس نے جھک کر اُسکے کندھے سے کندھا ٹکرایا۔ آیت کو مزید خجالت ہونے لگی۔

"ہاہ! میں کیوں جیلس ہوں گی۔ مجھے تو بس یہ تھا کہ آپ نے مجھے نہیں بتایا۔" سنبھل کے چمک کر کہتے ہوئے اُس نے معارج کے چہرے کے سارے تاثرات موم کر دیئے۔ وجیہ نقوش میں محبوبیت گھلنے لگی۔

"اچھا! میں تمہاری جگہ ہوتا تو ضرور جیلس ہوتا۔" اُسکے لہجے میں کسی جذبے کی آمیزش سمٹ آئی۔

آیت نے مدغم ہوتی دھڑکنوں سے چہرہ پھیر۔ حیران پُرکشش سُنہری آنکھوں کا سحر انگیز چمکتی سیاہ آنکھوں سے تصادم ہوا اور زمان و مکاں کی ہر حرکت ساکن ہو گئی۔ اُفک کے پردوں سے نکلتا چاند جو اب ہلال نہیں رہا تھا بلکہ ماہِ کامل ہونے کو تیزی سے اپنی منزلیں طے کرتا آگے بڑھ رہا تھا، اُس کھلی کھڑکی کے عین سامنے ٹھہر کر ایک دوسرے کو محویت سے دیکھتے، مُجت جیسے لازوال سحر میں مبتلا لوگوں کو دیکھے گیا۔

✓ چاند آ بیٹھا ہے پہلو میں، ستارو! تخلیہ  
 اب ہمیں درکار ہے خلوت سو یارو! تخلیہ  
 دیکھنے والا تھا منظر جب کہا درویش نے  
 کج گلا ہو! بادشاہو! تاجدارو! تخلیہ  
 اپنے اندر کی خزاں سے مجھ کو فرصت ہی نہیں  
 چار جانب پھول برساتی بہارو! تخلیہ  
 اُن کی آنکھیں تنگ رہا ہوں اپنی دو آنکھوں سے میں  
 تخلیہ! دُنیا کے باقی سب نظارو! تخلیہ  
 یہاں کے غل میں سکوں کی ایک ہی ترکیب ہے  
 اپنے پورے زور سے فارس پکارو! تخلیہ۔۔۔  
 (رحمان فارس)

جاری ہے

\*\*\*\*\*

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔۔۔"

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَحِبَابُ ----

"ناولز کی دنیا" کے ناولز میں خوش آمدید ----

ناولز کی دنیا (NKD) کی جانب سے ناولز کو بغیر کسی غلطی کے آپ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ اگر کوئی غلطی اس میں ملتی ہے تو اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ کیونکہ ناول کو پورا پروف ریڈ کر کے ہی پبلش کیا جاتا ہے چوک ہونا محض اتفاق ہوگا۔

نئے اور مختلف لکھنے والوں کے لیے "ناولز کی دنیا" [ویب سائٹ / گروپ / پیج / یوٹیوب چینل](#) دے رہا ہے تمام لکھاریوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم جہاں آپ اپنی خدا داد صلاحیتوں کو اپنے قلم سے تحریر کر کے اپنا اور اپنے ملک کا نام روشن کر سکتے ہیں۔۔۔ اگر آپ کو بھی اللہ کی طرف سے یہ صلاحیت دی گئی ہے تو اسے اجاگر ضرور کریں۔۔۔ ہمیں آپ جیسے ہی لکھاریوں کی تلاش اور ضرورت ہے۔۔۔

اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔۔۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ جتنا جلدی ہو سکا آپ کی تحریر پوسٹ ہو جائے گی۔۔۔

مزید تفصیلات یا کسی بھی طرح کی مدد کے لیے ہم سے گروپ یا پیج انباکس میں رابطہ کریں یا ای میل پر ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔۔۔

Email address :- [Novelskiduniya77@gmail.com](mailto:Novelskiduniya77@gmail.com)

Facebook page :- [Novels ki duniya](#)

( user name [@zoyatalib77](#) )

Facebook group :- [Novels ki duniya](#)

Instagram Page :- [Zoya Talib](#) (UserName: [Novelskiduniya77](#))

[Youtube Channel: Novels Ki Dunya \(NKD\) Official](#)

(پر خیال رہے کہ یہ گروپ زویا طالب کا ہی ہو) اور باقی کے رابطے کے لیے ہر پیج کے نیچے **Blue** الفاظ میں لکھے لفظ میں آپکو لنکس مل جائے گے ان سب کے۔۔۔ لکھا ہے ان دونوں کو وزٹ کرنے کے لیے لکھے ہوئے پر ہی کلک کریں اور اوپن

کر لیں۔۔۔ شکریہ۔۔۔۔۔